
Pakistanipoint
Waqar
Azeem

عمران سیریز

عالمی ہنگامہ

صفدر شاہین

مکتبہ یادگار مچھلی منڈی اردو بازار لاہور فون: ۵۸۱۷۵

BASIT

نام کتاب ——— عالمی ہنگامہ
ناشر ——— مکتبہ یادگار
مصنّف ——— صفدر شاہین
با اہتمام ——— عبدالمالک چوہدری
طبع ——— ندیم یونس پرنٹرز
کتابت ——— عبدالرّحمان عاجز

قیمت ——— ۷ روپے

محترم قارئین!

السلام علیکم۔

عالمی ھنگامہ پیشِ خدمت ہے۔ سوچا تھا ایک ہی حصے میں مکمل ہو جائے گا مگر واقعات نے یکدم پلٹا کھایا اور عمران کو عمران سے شیطان بن جانا پڑا۔ چنانچہ کہانی بھی شیطان کی آنت کی مانند طویل ہوتی چلی گئی۔ پھر میں نے بھی اُسے سکیڑنا اسمیٹنا مناسب نہ سمجھا اور چل سو چل کے مصداق کہانی کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ عالمی ہنگامہ خاصی تاخیر سے آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔

ناول کی خوبیاں لکھنا میری عادت نہیں۔ اس کا فیصلہ میں قارئین پر چھوڑ دیا کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے ہی ناول پڑھنا ہوتا ہے۔ میرا کام صرف لکھنا ہے۔ البتہ ہر ناول لکھنے کے بعد میں یہی سوچتا ہوں کہ یہ ناول سابقہ تمام ناولوں سے بازی لے گیا ہے۔ مگر یہ میری اپنی سوچ ہوتی ہے۔ آپ کی سوچ کیا ہے؟ اس کا علم مجھے آپ کے خطوط سے ہو جاتا ہے۔

ناول کے پہلے حصے میں عمران موجود ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کی نگاہوں سے اوجھل رہے اور آپ اُسے تلاش کرنے کی کوشش میں دونوں حصے ایک ہی نشست میں ہضم کر ڈالیں۔ بہرحال مجھے تو اجازت دیجئے اور خود ہنگاموں میں کھو جائیے:

والسلام
آپ کا
صفدر شاہین

ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے ریکریشن ہال میں وہ اپنی میز پہ بیٹھا اُداس اُلو لگ رہا تھا۔ چہرے پہ دنیا بھر کی حماقتیں رقصاں تھیں اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے جمائے وہ چُپ چاپ بیٹھا تھا۔ ارد گرد کی میزوں پر بیٹھے جوڑے بار بار اُسے دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے مگر وہ کسی کی بھی جانب متوجہ نہیں تھا۔ اُس کے آگے میز پر رکھی کافی ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی مگر شاید اُسے اس کی پرواہ نہیں تھی۔

وہ حسبِ معمول وہاں آ تو گیا تھا مگر اب سوچ رہا تھا کہ کاش وہ جولیا کو ساتھ لے آتا۔ کئی دنوں سے کوئی نیا کیس نہیں تھا۔ اور پوری سیکرٹ سروس بیکاری میں وقت ضائع کر رہی تھی۔ وہ وقت گزاری کے لئے یہاں آجاتا تھا۔ مگر آج حقیقت میں وہ بوریت محسوس کر رہا تھا۔ ویٹر قریب آیا تو اُس نے ویٹر کو تازہ کافی لانے کا آرڈر دیا۔ کافی آئی تو وہ پینے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے ہال میں ایک نوجوان غیر ملکی لڑکی داخل ہوئی اور دروازے میں رُک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ پھر اُس کی نگاہیں عمران پر پڑیں اور وہ اُس کی میز کی طرف بڑھنے لگی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں" اس لڑکی نے قریب آ کر پوچھا۔

اور عمران یوں اُچھل پڑا جیسے بھڑ نے کاٹ کھایا ہو۔ اُچھلنے سے پیالی چھلک گئی اور میز پر گرنے والی کافی کے چند چھینٹے اس لڑکی کے اسکرٹ پر بھی پڑے وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئی۔

"تت ـــــ تشریف رکھئے ـــــ تشریف رکھئے ـــــ" اُس نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

لڑکی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ عمران کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ "شکریہ!"

وہ [redacted] برس کی سفید فام دوشیزہ تھی۔ خدوخال فرانسیسیوں جیسے تھے۔ [redacted] یہاں کا مشہور [redacted] نے چڑھے ہوئے تھے۔ [redacted] جانتے ہیں جو نہیں جانتے وہ جاننے [redacted] پاؤں میں اونچی ہیل والے سینڈل تھے۔

"کیا منگواؤں آپ کے لئے" عمران نے پوچھا۔

"پہلے تعارف ہو جائے تو بہتر ہے" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران نے گلا پھاڑ کر ویٹر کو آواز دی اور ہال میں بیٹھے لوگ دوبارہ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اکثر نے منہ بنایا تھا۔ ویٹر دوڑتا ہوا عمران کے پاس پہنچا تھا۔

"حکم جناب ـــــ" اُس نے تیزی سے پوچھا۔

"حکم نہیں ـــــ صرف تعارف ہی لے آؤ ـــــ انہیں تعارف اچھا لگتا ہے ـــــ" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

اور ویٹر کا منہ حیرت سے کھل گیا ـــــ لڑکی بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"مگر جناب ـــــ اس نام کی کوئی چیز یہاں دستیاب نہیں ہے ـــــ" ویٹر نے ایک لمحہ بعد کہا۔

"کیوں ـــــ کیا یہ کلب ہے یا بھنگڑ خانہ ـــــ" عمران اُس کے انکار پہ چراغ پا ہو گیا۔

ارد گرد کے لوگ پوری طرح اُس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے اور لڑکی پریشان نظر آنے لگی تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔" اُس کے پوچھنے پر رکھی کافی ٹھنڈی ہے اُچکا کر بولا۔

"ہوں ـــــ اُس چوہے کو بھیجو یہاں" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔

"بہت بہتر ـــــ" ویٹر نے جان چھڑانے کے لئے کہا۔

اور جانے ہی لگا تھا کہ لڑکی نے اُسے روک لیا "ٹھہرو ـــــ!"

اور ویٹر پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"کافی لے آؤ ـــــ منیجر کو بھیجنے کی ضرورت نہیں" لڑکی نے کہا۔

اور ویٹر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ عمران چونک کر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"مگر پہلے تو تم نے تعارف منگوانے کے لئے کہا تھا ـــــ؟" اُس نے احمقانہ لہجے میں پوچھا۔

"تعارف ـــــ میرا مطلب تھا آپ کا نام کیا ہے ـــــ مشاغل کیا ہیں؟"
لڑکی نے مسکرا کر وضاحت کی۔

"اچھا ـــــ" عمران نے یوں لمبی سانس لی جیسے اسٹیم انجن نے بھاپ
خارج کی ہو۔ "مگر پہلے تم بتاؤ ـــــ"

"میرا نام شیلی ہے ـــــ اپنی چند سہیلیوں کے ہمراہ یہاں مطالعاتی دورے
پر آئی ہوئی ہوں ـــــ ہاورڈ یونیورسٹی میں ایم اے کر رہی ہوں ـــــ"
لڑکی نے تعارف کرایا۔

"خوب ـــــ بڑی خوشی ہوئی تم سے مل کر ـــــ" عمران نے جواباً کہا۔
"میں یہاں کا مشہور و معروف آدمی ہوں۔ یہاں بیٹھے آدھے سے زیادہ لوگ
مجھے جانتے ہیں ـــــ جو نہیں جانتے وہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں اور جو
کوشش نہیں کر رہے وہ خدا نے چاہا تو مستقبل میں پوری کوشش کریں گے
کہ میں کون تھا، کیا کرتا تھا، کیوں مشہور ہوا، اور کس لڑکی کے ہاتھوں
مرا ـــــ"

"آپ بہت دلچسپ انسان معلوم ہوتے ہیں ـــــ" لڑکی نے ہنس
کر کہا۔ "بہرحال تعارف ابھی ادھورا ہے ـــــ"
اتنے میں ویٹر مزید کافی لے آیا۔ لڑکی نے اپنے لئے خود کافی بنائی۔
عمران سوچ رہا تھا کہ یہ اتفاق ہی ہے یا لڑکی جان بوجھ کر اُس سے
آٹکرائی ہے۔

"اچھا ـــــ تم کہتی ہو تو تعارف کو پورا کرتا ہوں ـــــ" اُس نے

احمقانہ لہجے میں کہا۔ "سُنو ـــــ میرا نام سیٹھ املی والا ہے۔ باپ کا نام سیٹھ کملی والا، دادا کا نام سیٹھ رملی والا اور پردادا ـــــ"

"بس بس ـــــ" لڑکی اس تعارف پر بوکھلا کر بولی "میں صرف آپ کا نام جاننا چاہتی تھی ـــــ"

"مرضی ہے تمہاری ورنہ میں تو پورا شجرہ نسب بتا سکتا ہوں ـــــ" عمران نے کندھے اچکا کر کہا۔ "بہرحال ایمپورٹ ایکسپورٹ میرا برنس ہے ـــ لوگ مجھے سیٹھ املی والا کھالوں والا کہتے ہیں ـــــ دراصل پہلے میں آلو املی کا تاجر تھا مگر جب سے خاندانی منصوبہ بندی نے ترقی کی ہے آلو املی کا کاروبار مندہ پڑ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے کھالوں کی تجارت شروع کر دی "

"کھالوں کی تجارت ـــــ" لڑکی نے قدرے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں میں لڑکیوں کی کھالیں ایکسپورٹ کرتا ہوں۔ اور لاکھوں روپے ماہانہ منافع کماتا ہوں ـــــ"

"لڑکیوں کی کھالیں ـــــ؟" لڑکی کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا تھا۔

"ہاں مس شیلی ـــــ" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "تم جیسی لڑکیوں کی سرخ و سفید کھالیں براعظم افریقہ میں بہت مقبول ہیں ـــــ اتنی مانگ ہے کہ بعض آرڈر سپلائی ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ میرے کارخانے کا عملہ دو سو افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے پچاس آدمی صرف لڑکیوں کو اغوا کرنے پر مامور ہیں۔ پچاس آدمی کھالیں اُتارتے ہیں۔ پچاس اُن کھالوں

کو دھو کر نمک لگاتے ہیں اور پچاس پیکنگ و سپلائی کا کام سرانجام دیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔"

ایک لمحہ کے لئے لڑکی کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات نظر آئے مگر دوسرے ہی لمحے وہ ہنس پڑی۔

"بہت بڑا بزنس ہے تمہارا ۔۔۔۔۔۔" وہ بے تکلفی سے بولی۔ "تم میرے ساتھ چلو ۔۔۔۔۔۔ میری سہیلیاں تم سے ملکر بہت خوش ہوں گی۔ اور اُن کی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا ۔۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔۔۔۔۔" عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا "چلو ۔۔۔۔ ابھی چلو ۔۔۔۔۔۔"

"ذرا ایک منٹ ٹھہرو ۔۔۔۔۔ میں انہیں تمہاری آمد کی اطلاع تو دے دوں ۔۔۔۔۔" شیلی نے مسکرا کر کہا۔

وہ اُٹھی اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

عمران اُس کو پشت کو گھورتا ہوا سوچنے لگا کہ دال میں کالا ہے یا سفید معاملہ کیا ہے ۔۔۔۔ جس انداز میں اُس نے لڑکیوں کی کھالوں کا ذکر کیا تھا اُس سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ خوفزدہ ہو کر کسی دوسری میز پر جا بیٹھتی مگر وہ اس کے برعکس وہ اُسے ساتھ لیجانے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ یقیناً" کوئی گڑبڑ تھی۔ اور اُسے محتاط رہنے کی ضرورت تھی۔ لڑکی کاؤنٹر پر فون کر کے واپس پلٹی تو عمران نے زیادہ چہرے پر حماقتیں طاری کر لیں۔

"آیئے ۔۔۔۔ چلیں ۔۔۔۔۔" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ذرا یہاں بیٹھو ــــ میں ذرا باتھ روم تک ہو آؤں ــــ"

عمران نے کہا۔

اور شیلی کرسی پر بیٹھ گئی ــــ عمران باتھ روم کی طرف چل دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد رومال سے ہاتھ صاف کرتا ہوا وہ واپس آیا اور شیلی اُٹھ گئی۔ عمران نے کاؤنٹر پر رُک کر بل ادا کیا اور ہال کے خارجی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر پارکنگ لان میں اُس کی نئی ٹوسیٹر موجود تھی۔ لڑکی اُس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار اسٹارٹ کر دی۔

"کدھر چلنا ہے ــــ؟" اس نے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

اور لڑکی نے بائیں سمت اشارہ کر دیا۔ عمران نے ٹوسیٹر کا رُخ اُدھر ہی کر دیا۔ وہ سڑک مضافات کی طرف جاتی تھی۔ چند منٹ بعد وہ شہر سے نکل آئے۔ اب سڑک کے دونوں طرف کھیتوں کے سلسلے پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ شیلی عمران سے باتیں کر رہی تھی۔

"ادھر دیہات میں تمہاری سہیلیاں رہتی ہیں ــــ" عمران نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"ہاں ــــ انہیں دیہاتی زندگی پسند ہے ــــ چنانچہ یہاں ہم ایک ایسے زمیندار کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں جس کا بھائی ہمارے ملک میں کام کرتا ہے اور میری ایک سہیلی کا دوست ہے ــــ"

عمران زیرِ لب مسکرا دیا ــــ عقب میں ایک فرلانگ کے فاصلے پر کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمک رہی تھیں۔

دفعتاً شیلی نے اپنے ہینڈ پرس کو کھول کر چیونگم کا ایک پیکٹ نکال لیا۔ اُس نے پیکٹ میں سے ایک پیس نکال کر عمران کی طرف بڑھایا اور اُس نے شکریے کے ساتھ قبول کر لیا۔ شیلی نے دوسرا پیس اپنے منہ میں ڈال لیا۔ اور کہنے لگی....

"میں چیونگم شوق سے چباتی ہوں ____"

"اور میں نہ صرف چباتا ہوں بلکہ کھا جاتا ہوں ____" عمران نے چیونگم دانتوں تلے چباتے ہوئے کہا۔

مگر چند لمحوں بعد ہی اُس کے ذہن پر غنودگی طاری ہونے لگی اور کار لہرانے لگی۔ شیلی نے اُس کی طرف دیکھا اور ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ پکڑتے ہوئے پاؤں بریک پیڈل پر رکھ دیا۔ عمران کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور پھر اُس کے ہاتھ اسٹیرنگ پر بہکنے لگے جبکہ پاؤں بھی ایکسیلیٹر سے ہٹ گیا اور کار کی رفتار یکدم کم ہوتی چلی گئی۔ شیلی نے اسٹیرنگ پر مضبوطی سے ہاتھ جما رکھا تھا ورنہ اب تک کار سڑک سے اُتر کر نشیب میں پہنچ چکی ہوتی۔ پھر اُس نے بریک لگا دی۔

کار ہلکے سے جھٹکے سے رُکی اور عمران سیٹ سے لڑھک کر دروازے سے جا ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

صفدر کھانے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اُس کی واچ ٹرانسمیٹر کا مخصوص ہندسہ سپارک کرنے لگا۔ اُس نے اِدھراُدھر دیکھا اور پھر اُٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم ہال کے دائیں جانب راہداری میں تھے۔ ایک باتھ روم میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ بند کیا اور واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ دوسری جانب سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سُن کر اُسے کچھ حیرت ہوئی۔ کیونکہ کئی دنوں بعد ایکسٹو نے اُسے یاد کیا تھا۔

"یس سر ــــ صفدر بول رہا ہوں ــــ" اُس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس وقت تم کہاں ہو ــــ؟" ایکسٹو نے پوچھا۔

"ہوٹل پام روز میں ــــ میں یہاں کھانا کھانے آیا تھا اور ابھی فارغ ہوا ہوں ــــ"

"ٹھیک ہے ــــ تم دس منٹ سے پہلے ٹپ ٹاپ پہنچنے کی کوشش کرو۔ وہاں عمران ایک سفید فام لڑکی کے ساتھ کہیں جانے والا ہے ــــ تم ٹپ ٹاپ کے باہر رُکنا۔ اور اُن کے روانہ ہوتے ہی تعاقب شروع کر دینا۔ ہوشیاری سے ــــ لڑکی مشکوک ہے ــــ"

"بہت بہتر سر —— کیا کوئی نیا کیس ——؟" صفدر نے پوچھا۔

"شاید —— فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا ——" ایکسٹو نے کہا۔

اور اُس کی آواز آنا بند ہو گئی۔ صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور باتھ روم سے نکل آیا۔ ہال میں داخل ہو کر وہ واپس میز پر جانے کی بجائے کاؤنٹر پر آیا۔ بل ادا کیا اور ہال سے نکل آیا۔ باہر اُس کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھ کر ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف چل دیا۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا اور رات ہونے کی وجہ سے ٹریفک بھی کم تھی۔ چنانچہ وہ مناسب رفتار سے ڈرائیونگ کرتا ہوا نو منٹ میں ٹپ ٹاپ جا پہنچا۔ مگر کار روک کر اُس نے ابھی انجن بھی بند نہیں کیا تھا کہ کلب کے گیٹ سے عمران کی ٹو سیٹر نکلتی دکھائی دی۔ گیٹ پر جلنے والے مرکری بلب کی روشنی میں اُس نے عمران کے ساتھ بیٹھی ہوئی سفید فام لڑکی کو بھی دیکھ لیا تھا۔

جیسے ہی عمران کی ٹو سیٹر دوسری جانب مڑ کر کچھ فاصلے پر پہنچی، صفدر نے بھی کار آگے بڑھا دی اور اُس کا تعاقب کرنے لگا۔ شہر سے باہر نکلتے ہی اُس نے محسوس کیا کہ ایک اور گاڑی بھی برابر اُن کے پیچھے آ رہی تھی۔ مگر اُس پر تعاقب کا شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ لڑکی کون ہے اور عمران اُس کے ساتھ دوسرے شہر میں جا رہا ہے یا کسی مضافاتی آبادی کی طرف۔

چند لمحوں بعد اُس نے عمران کی ٹو سیٹر کو سڑک پر لہراتے دیکھا تو چونک پڑا۔ مگر ایک دو لمحوں بعد کار سیدھی ہو گئی اور اُس کی رفتار بھی کم پڑ گئی۔ اگلے چند لمحوں بعد ٹو سیٹر رُک گئی۔ صفدر نے بھی جلدی سے بریک لگا دیئے۔ کار

روک کر وہ سامنے دیکھنے لگا۔ اسی لمحے پیچھے سے آنے والی گاڑی قریب آ گئی۔ وہ بھی ایک کار تھی۔ سفید رنگ کی امپالا۔ پھر جونہی امپالا اُس کے قریب سے گزرنے لگی ، صفدر کے ذہن میں بے اختیار خطرے کا لفظ گونجا۔ ٹھیک اسی لمحے فضا اسٹین گن کی مخصوص ریٹ ٹیٹ کی آوازوں سے کانپ اٹھی۔ کئی گولیاں صفدر اور اُس کی کار کو چھلنی کر گئیں۔ صفدر تڑپتا ہوا سیٹ پر لڑھک گیا اور پھر دوبارہ نہ اُٹھ سکا۔ اُس کے جسم کے سوراخوں سے بہنے والا خون اُس پاس پھیلتا جا رہا تھا۔

دوبارہ ہوش آیا تو زخموں سے ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ گزرے لمحات یاد آئے تو جسم میں اتنی طاقت محسوس نہ ہوئی کہ اُٹھ کر عمران کا حشر معلوم کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ پہلو کے بل نشست پر پڑا تھا اور نشست کے نیچے خون کا چھوٹا سا تالاب بن گیا تھا۔ اُسے جنبش کرنا بھی دوبھر محسوس ہو رہا تھا اور وہ یہ دیکھنے سے قاصر تھا کہ اُسے کہاں کہاں گولیاں لگی ہیں۔ لیکن تکلیف احساس دلا رہی تھی کہ یہ صرف ایک ہی گولی کا کام نہیں۔ کئی گولیاں لگی تھیں۔

اُس نے کراہتے ہوئے اور دانتوں پر دانت سختی سے جماتے ہوئے دائیں بازو کو حرکت دی اور اُس کی چیخ نکل گئی۔ شانے میں یقیناً زخم تھا۔ شاید گولی شانے میں ہی رہ گئی تھی۔

بہرحال کسی نہ کسی طرح اُس نے اپنا دائیاں ہاتھ بائیں کلائی پر بندھی گھڑی تک پہنچا ہی دیا۔ اُس نے ونڈ بٹن باہر کھینچا اور ہاتھ وہیں پڑا رہنے دیا۔ چند لمحوں بعد اُس کے منہ سے بمشکل چند الفاظ نکلے۔

"ہیلو ــــ چیف ــــ صفدر ــــ کالنگ ــــ"

"یس صفدر ـــ ایکسٹو اٹنڈ نگ ـــ" فوراً ہی جواب ملا "کیا بات ہے ـــ تمہاری آواز کو کیا ہوگیا۔ کہیں تم زخمی تو نہیں ہو ـــ؟"

"جج ـــ جی ہاں ـــ شدید زخمی" صفدر پوری قوت مجتمع کر کے بولا۔

"اوہ ـــ کہاں ـــ کیسے ـــ؟" ایکسٹو نے جلدی سے پوچھا۔

"شام نگر جانیوالی سڑک پر ـــ شہر سے چند میل باہر سڑک پر اپنی کار میں ـــ میں آپ کی ہدایت پر ٹپ ٹاپ پہنچا اور یونہی عمران صاحب اور سفید فام لڑکی ٹوسیٹر میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اُن کا تعاقب کرنے لگا۔ مگر ایک کار میرا بھی تعاقب کر رہی تھی ......" اُس نے ساری داستان سنائی۔

مگر اس دوران پھر اُس پر کمزوری کا غلبہ ہونے لگا اور اُس کی آواز ڈوبنے لگی۔ سانسیں بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ابھی آخری ہچکی لے گا اور سانس کی ڈوری ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گی۔

"خود پر قابو رکھو صفدر ـــ میں خود آرہا ہوں تمہاری مدد کے لئے ـــ" ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ "اور ـــ"

اس سے آگے ایکسٹو نے کیا کہا صفدر نہ سمجھ سکا۔ اُس پر نقاہت نے حملہ کیا اور اُس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ باہر پھیلے بھیانک سناٹے اور تاریکی میں جھنگروں کی سائیں سائیں بہت کرخت محسوس ہو رہی تھی۔

پوری سیکرٹ سروس حرکت میں آچکی تھی۔ اور ممبرز تندہی سے عمران کو تلاش کرتے پھر رہے تھے جو سفید فام لڑکی سمیت یوں غائب ہوا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ ـــــ جولیا ہسپتال میں صفدر کی عیادت میں مصروف تھی ـــــ صفدر کو ایکسٹو بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال لایا تھا اور فوری علاج کی وجہ سے وہ موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا اُسے چار گولیاں لگی تھیں۔ تین گولیاں دائیں بازو، شانے اور کندھے میں اور ایک گولی پہلو میں ـــــ فوری آپریشن کے بعد گولیاں نکال لی گئی تھیں مگر خون کافی ضائع ہوا تھا اور رات سے اب تک اُسے مسلسل خون اور گلوکوز انجکشن کیا جاتا رہا تھا۔ صفدر کی حالت اب سنبھل رہی تھی اور وہ ہوش میں آچکا تھا۔

جولیا ایکسٹو کی ہدایت پر ہی صفدر کے پاس تھی۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز صفدر کی عیادت کو آئے تھے۔ مگر اس وقت صرف جولیا ہی وہاں تھی۔ ڈاکٹروں کی ہدایات کے پیش نظر جولیا صفدر سے باتیں نہیں کر رہی تھی۔ اگر صفدر کوئی بات کرتا تو وہ جواب ضرور دیتی۔

"عمران صاحب کا کچھ پتہ چلا ـــــ؟" صفدر نے کچھ دیر بعد نقاہت آمیز

آواز میں پوچھا۔

"نہیں ___ تم اُس کی فکر مت کرو ___" جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"میرا خیال ہے وہ اغوا کر لئے گئے ہیں ___" صفدر نے کہا۔

"اوہ ___ کیا واقعی ___؟" جولیا حیرت سے بولی۔

"معلوم تو یہی ہوتا تھا ___" صفدر بولا "مجھ پر حملہ کرنے والے ٹپ ٹاپ سے ہی پیچھے تھے ___"

اُس نے آہستہ آہستہ سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آخر میں بولا "میں صرف ایک لمحہ کے لئے اُن کی جھلک دیکھ سکا تھا۔ وہ سفید فام ہی تھے۔ دو اگلی نشستوں پر بیٹھے تھے جبکہ فائرنگ کرنے والا پچھلی نشست پر تھا۔ اگر میں خطرہ محسوس کرتے ہوئے فوراً ہی سر نہ جھکا لیتا تو شاید ایک دو گولیاں میرے سر میں بھی گھس جاتیں ___"

"کچھ دیر پہلے چیف نے فون پر تمہاری خیریت دریافت کی تھی ___"

جولیا بولی "سارے ممبرز عمران کی تلاش میں مصروف ہو چکے ہیں ___"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اُس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ جولیا اُسے تشویش آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

اُسی شام صفدر کو سائیکو مینشن کے ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ___ بلیک زیرو نے جولیا کو آرام کرنے کی ہدایت کی تھی۔ وہ خود دانش منزل میں مقیم تھا۔ صفدر نے زخمی حالت میں جو اُسے رپورٹ دی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ عمران نے ہی صفدر کو اپنے تعاقب کا حکم دیا تھا۔ مگر کیوں ___! وہ لڑکی کون تھی

اور عمران کہاں غائب ہو گیا تھا۔ صفدر کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی تھی کہ وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ صفدر ان کا تعاقب کر سکے یا عمران اور اس لڑکی کی منزل معلوم کر سکے ـــــ عمران جان بوجھ کر غائب ہوا تھا یا اُسے اغوا کیا گیا تھا ـــــ؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنا ناممکن نہیں تھا۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ عمران نے خود بحیثیت ایکسٹو صفدر کو اپنے تعاقب کا حکم دیا تھا۔ گویا اُسے بھی شک تھا کہ کوئی خاص واقعہ پیش آئے گا ـــــ یا وہ کسی خطرے کی بُو سونگھ چکا تھا۔

بلیک زیرو پچھلے چالیس گھنٹوں کے دوران کئی بار عمران کے فلیٹ پر فون کرنے کے علاوہ متعدد بار دانش ٹرانسمیٹر پر اُس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکا تھا مگر اُس کی کوئی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز بھی اُسے تلاش کرنے میں مصروف تھے مگر اب تک کسی نے بھی کامیابی کی رپورٹ نہیں دی تھی۔ بلیک زیرو نے اُس کی ٹوسیٹر کی تلاشی بھی لی تھی کہ شاید کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے یا عمران ٹوسیٹر میں اُس کے لئے کوئی پیغام چھوڑ گیا ہو لیکن ایسی کوئی چیز نہیں ملی تھی۔

اُس نے سر سلطان کو عمران کے غائب ہونے کی اطلاع دے دی تھی اور وہ پریشان ہو گئے تھے۔ اس دوران وہ کئی بار فون کر چکے تھے۔ سلیمان نے بھی کئی بار کال کی تھی مگر بلیک زیرو انہیں کیا جواب دیتا۔ دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا مگر عمران کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں اور کس حال میں تھا۔

جولیا اپنی جگہ علیحدہ پریشان تھی۔ اور کل سے ہی عمران کے بارے سوچے جا رہی تھی۔

دوپہر کے وقت وہ کھانا کھانے کے لیے اپنے فلیٹ سے نکلی۔ ٹیکسی میں وہ ہوٹل بلیو مون پہنچی۔ ایک میز پر بیٹھ کر اُس نے ویٹر کو کھانا لانے کی ہدایت کی۔ جلد ہی کھانا آ گیا۔ مگر کھانے کے دوران ہی اچانک ایک جانب اُس کی نگاہ اُٹھی اور اُس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

اُس سے کچھ فاصلے پر بائیں جانب دیوار کے پاس والی میز پر عمران موجود تھا۔ اُس نے بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا اور چہرے پر سنجیدگی طاری تھی مگر وہ تنہا نہیں تھا اُس کے سامنے کرسی پر ایک سفید فام لڑکی بیٹھی تھی جس کی عمر بیس بائیس برس سے زیادہ معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اُس نے پھولدار اسکرٹ [redacted]

جولیا کے لئے وہ منظر بہت ہولناک تھا۔ وہ سر سے پاؤں تک سُلگ اُٹھی۔ بڑی مشکل سے اُس نے منہ میں موجود نوالہ حلق سے اُتارا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ عمران کی طرف دیکھتی ہوئی سوچ رہی تھی کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ عمران کے پاس جائے یا ایکسٹو کو اطلاع دے۔

دفعتاً عمران کی نگاہیں بھی جولیا کی طرف اُٹھ گئیں۔ مگر دوسرے ہی لمحے جولیا کو جھٹکا سا لگا۔ عمران کی آنکھوں میں شناسائی کی کوئی چمک پیدا نہ ہوئی تھی۔ وہ اجنبی نگاہوں سے ایک دو لمحے اُس کی طرف دیکھتا رہا پھر دوبارہ سفید فام لڑکی کی جانب متوجہ ہو گیا۔ لڑکی نے اُس سے کچھ کہا اور وہ مسکرا دیا۔

یہ لمحہ جولیا کے لئے قیامت سے کم نہیں تھا۔ غصے سے اُس کا چہرہ سُرخ ہو گیا

اور آنکھیں چنگاریاں برسانے لگیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی اور تیر کی مانند عمران کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جیسے ابھی اُسے چیر پھاڑ کر رکھدے گی۔ مگر قریب پہنچنے سے پہلے ہی اُس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی مانند کوندا۔ کہیں وہ اُس سے اجنبیت ظاہر کرنے پر مجبور تو نہیں؟ یہ خیال آتے ہی اُس کی رفتار سست پڑ گئی مگر اتنی دیر میں وہ اُن کی میز کے قریب پہنچ چکی تھی۔

عمران اور اُس کی ساتھی لڑکی نے بیک نظر اُس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا.....

"ہیلو عمران ــــ" جولیا کے منہ سے بمشکل الفاظ نکلے۔

"عمران ــــ" عمران اپنے نام پر چونکا۔ "سوری ــــ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ــــ میرا نام عمران نہیں شیطان ہے ــــ" عمران کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"ہاں ــــ واقعی ــــ یہ عمران نہیں ہیں ــــ" سفید فام لڑکی نے جلدی سے کہا۔

دوسرے ہی لمحے جولیا کا بھرپور تھپڑ اُس لڑکی کے منہ پہ پڑا اور وہ کرسی سمیت پیچھے کو اُلٹ گئی۔ عمران جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ غصے سے اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ کئی لوگ اُٹھ کر ان کے قریب آ گئے۔

"تم ہوش میں تو ہو ــــ" وہ غرایا۔

"شٹ اپ ــــ" جولیا جواباً چیخی۔ "تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔"

سفید فام لڑکی غصے سے بل کھاتی ہوئی اُٹھی اور اُس نے جولیا پر چھلانگ

لگا دی۔ مگر جولیا غافل نہیں تھی۔ اُس نے اُسے دونوں ہاتھوں پر سنبھالا اور پھر ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیل دیا۔ لڑکی میز سے ٹکراتی ہوئی دوبارہ فرش پر جا گری۔ جولیا اُس کی طرف لپکی ہی تھی کہ عمران غرایا۔

"بس رُک جاؤ لڑکی ـــــ ورنہ شوٹ کر دوں گا ـــــ"

جولیا نے مڑ کر دیکھا تو عمران کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔ جولیا کا چہرہ حیرت سے سُن ہو کر رہ گیا۔ اُس کے ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ ایک غیر لڑکی کے لئے عمران اس حد تک جا سکتا تھا۔ یہ اُس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔ وہ عمران جسے وہ اپنا سب کچھ سمجھتی تھی اُس پر ریوالور تانے اُسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اتنے میں ہوٹل کا منیجر دوڑتا ہوا وہاں آ پہنچا۔

"کیا ہوا صاحب ـــــ کیا بات ہے ـــــ" وہ بوکھلائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اسی سے پوچھو ـــــ" عمران بولا۔ "یہ مجھے عمران سمجھ کر یہاں آئی تھی اور اس نے میری ساتھی پر حملہ کر دیا ـــــ کیا یہ اتنا ہی تھرڈ کلاس ہوٹل ہے کہ یہاں دن دیہاڑے غنڈہ گردی ہوتی ہے ـــــ"

"نہیں جناب ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ شاید یہ ہمارے ہوٹل کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے ـــــ" منیجر نے معذرت کے انداز میں کہا۔ پھر جولیا کی طرف دیکھ کر قدرے تلخ لہجے میں بولا۔

"کیوں محترمہ ـــــ آپ تو روزانہ یہاں آتی ہیں ـــــ آپ کو کیا ہو گیا تھا ـــــ؟"

جولیا کچھ نہ بولی ـــــ وہ عمران کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ غم و غصہ

اور حسرت و یاس نے بیک وقت اس کے ذہن پر حملہ کیا تھا۔ پہلے تو وہ سمجھی تھی کہ عمران ایکٹنگ کر رہا ہے مگر اتنے سارے لوگوں کے سامنے اُس نے جولیا کے خلاف بات کی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ لیکن آنسو گرنے سے پہلے ہی وہ پی گئی۔

"آئی ایم سوری ـــــــ" اُس نے مینجر سے بمشکل کہا۔

اور ایک جھٹکے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ لوگ حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ کاؤنٹر پر اُس نے خاموشی سے بل ادا کیا ـــــ اور خارجی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ کہیں تنہائی میں جاکر خوب روئے۔ دروازے پر رُک کر اُس نے ایک نظر مڑ کر دیکھا۔ عمران کرسی پر بیٹھ چکا تھا اور اُس کی ساتھی سفید فام لڑکی خونخوار نگاہوں سے جولیا کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔

جولیا باہر نکل آئی۔ ہوٹل کے سامنے پارک تھا۔ وہ پارک میں آئی اور وہاں تنہائی پاتے ہی اُس کی آنکھوں میں رُکا ہوا سیلاب بہہ نکلا۔ اسوقت وہ خود کو محض ایک عورت سمجھ رہی تھی جسے اپنے محبوب کی بے وفائی کا صدمہ تھا۔ مگر چند منٹ رونے سے اُس کے تمام جذبات آنسوؤں کی شکل میں بہہ گئے اور پھر آہستہ آہستہ جذبات پر عقل غالب آنے لگی۔ وہ سوچنے لگی۔ چند لمحوں بعد اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ ایکسٹو کو عمران کے ملجانے کی اطلاع دیگی مگر پہلے یہ دیکھنا ضروری تھا کہ عمران ہوٹل میں ہی تھا یا جاچکا تھا۔ وہ اُٹھی اور پارک سے باہر نکل آئی۔ ٹھیک اسی لمحے ایک سفید کار ہوٹل کے گیٹ

سے نکل کر بائیں سمت مڑ گئی۔ اُس کار میں عمران اور سفید فام لڑکی سوار تھے۔ ڈرائیونگ عمران ہی کر رہا تھا۔

جولیا نے ایک لمحہ سوچا اور پھر قریب کھڑی ٹیکسی کی طرف لپکی۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اُس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کر کے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں میں ہی ٹیکسی عمران کی کار سے چند گز کے فاصلے پر پہنچ گئی۔ اُس نے ڈرائیور کو مناسب رفتار سے سفید کار کا تعاقب کرنے کی ہدایت کی اور ایک بار پھر عمران کی بے رُخی یاد کر کے کُڑھنے لگی۔

سفید کار شہر سے نکل آئی اور چند لمحوں بعد ہی ایک سنسان علاقے میں پہنچ گئی۔ سنسان اس لئے کہ اُس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اور دور دور تک آبادی نظر نہ آتی تھی۔ بس کھیتوں کے طویل سلسلے ہی دکھائی دے رہے تھے۔ جولیا کو حیرت تھی کہ عمران اُدھر کیوں جا رہا تھا۔

مگر اچانک ہی عمران کی کار سڑک کے درمیان رُک گئی۔ اور پھر جولیا نے اُس میں سے عمران کو اُترتے دیکھا۔ عمران کے ہاتھوں میں ایک اسٹین گن تھی جس کا رُخ ٹیکسی کی طرف ہی تھا۔ ڈرائیور خوفزدہ ہو گیا اور اُس نے فوراً بریک لگائی۔ ٹیکسی کو ایک جھٹکا لگا اور وہ سڑک سے اُتر گئی۔ دوسرے ہی لمحے جولیا نے دروازہ کھول کر بائیں جانب نشیب میں چھلانگ لگا دی جہاں دور تک گھنی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔

ساؤنڈ پروف ہال میں کرسیاں اس انداز میں رکھی تھیں کہ نیم دائرہ بن گیا تھا۔ درمیان میں ایک لمبی میز پڑی تھی اور اُس کی دوسری جانب ایک ریوالونگ چیئر۔ عام کرسیوں کی تعداد پچیس سے کم نہیں تھی۔ مگر اس وقت صرف پندرہ کرسیاں آباد تھیں۔ اُن پر بیٹھے سیاہ نقابوں والے افراد ریوالونگ چیئر پر بیٹھے سیاہ پوش کی طرف متوجہ تھے۔ مگر اُن کے بیٹھنے کا انداز بھی احترام کا پہلو لئے ہوئے تھا۔

ہال کے دروازے پر ایک مسلح شخص کھڑا تھا۔ جبکہ دو اسٹین گن بردار سیاہ پوش کے دائیں بائیں موجود تھے۔

"نمبر دو ۔۔۔۔۔ رپورٹ پیش کرو ۔۔۔۔۔" سیاہ پوش کہہ رہا تھا۔

دوسری کرسی پر بیٹھے نقاب پوش نے اُٹھ کر مودبانہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"جناب ۔۔۔۔۔ سیکرٹ سروس کے تمام کارکن عمران کی تلاش میں ہیں۔ اُس کا ملازم سلیمان اور سیکرٹری خارجہ سر سلطان بھی اُس کی گمشدگی پر پریشان ہیں۔ مگر وہ ابھی تک عمران کو تلاش نہیں کر سکے ۔۔۔۔۔"

"کیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا گیا ہے ۔۔۔۔۔ ؟"

سیاہ پوش نے پوچھا۔

"نہیں جناب ـــــ ہمارے آدمیوں نے سیکرٹ سروس کے کئی ارکان کا خاموشی سے تعاقب کر کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی کوششیں کی ہیں مگر کسی ممبر نے بھی اُدھر کا رُخ نہیں کیا۔ وہ اپنے اپنے فلیٹوں میں جاتے ہیں یا سارا دن عمران کی تلاش میں گھومتے ہیں ـــــ بہر حال اُن کی نگرانی جاری ہے ـــــ"

نمبر دو نے جواب دیا۔

"ہوں ـــــ نمبر فائیو ـــــ تم نے اب تک کیا کیا ـــــ؟" سیاہ پوش نے پوچھا...

پانچویں کرسی پر بیٹھا ہوا نقاب پوش اُٹھا۔ اور ایک لمحہ توقف کے بعد کہنے لگا۔

"باس ـــــ تمام ٹارگٹ تو نہیں، البتہ بارہ ٹارگٹ منتخب کر لیے گئے ہیں ـــــ آج رات اُن پر ایملسی نصب کر دیئے جائیں گے ـــــ"

"گڈ ـــــ" سیاہ پوش باس نے کہا۔ "بہر حال جلد سے جلد کام مکمل کیا جائے ـــــ"

"پھر بھی باس دس بارہ دن تو لگ ہی جائیں گے ـــــ" نمبر فائیو نے جلدی سے کہا۔

باس کے اشارے پر نمبر ٹو اور نمبر فائیو بیٹھ گئے۔ باس نے ساتویں کرسی پر بیٹھے نقاب پوش کی طرف دیکھا۔

"نمبر سیون ـــــ تمہاری کیا رپورٹ ہے ـــــ؟" باس نے

اُس سے سوال کیا۔

"باس ـــــ آج جولیا نے عمران کا تعاقب کیا تھا ـــــ" نمبر سیون نے اُٹھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور شروع سے آخر تک کے واقعات بیان کرتا چلا گیا۔۔۔

"نمبر سیون ـــــ میں جولیا کو اس عمارت میں دیکھنا چاہتا ہوں ـــــ" باس نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ "اُس کی عمران سے محبت ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے ـــــ"

"یس باس ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ صبح کا سورج جولیا کو یہیں نظر آئے گا ـــــ" نمبر سیون نے کہا۔

"ممکن ہے وہ ہمارے گروہ میں شامل ہونے پر آمادہ ہو جائے ـــــ" باس نے دوبارہ کہا۔ "اس لئے اُسے یہاں کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے ـــــ البتہ سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز کے بارے میں بعد میں ہدایات دوں گا ـــــ"

"بہت بہتر باس ـــــ" نمبر سیون سر جھکا کر بولا۔

"نمبر الیون ـــــ تم نے اب تک کتنا کام کیا ہے ـــــ؟" باس نے گیارھویں کرسی والے سے پوچھا۔

"باس ـــــ اب تک چالیس "ایم۔ ایل۔ سی" تیار ہو چکے ہیں ـــــ" نمبر الیون نے اُٹھ کر بتایا۔

"بہت سُست ـــــ رفتار بڑھاؤ نمبر الیون ـــــ" باس غرایا۔ "اس طرح تو ـــــ مکمل کرنے میں دو تین ماہ لگ جائیں گے ـــــ"

"مجبوری ہے باس ــــــ" نمبر الیون کے لہجے سے خوف ٹپک رہا تھا۔
"عملہ کی کمی کے باعث اتنا وقت تو لگے گا ہی ــــــ"
"اچھا ــــــ اگر مزید سو آدمی تمہارے انڈر دے دیئے جائیں تو پھر؟"
باس نے کچھ سوچ کر پوچھا۔
"پھر ــــــ پھر تو کام ایک ماہ میں ہی مکمل ہو جائے گا باس ــــــ"
وہ جلدی سے بولا۔
"ٹھیک ہے ــــــ آدمیوں کا کل تک بندوبست ہو جائے گا ــــــ"
باس نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "اور اب میٹنگ برخاست... تمام لوگ اپنے فرائض ہوشیاری اور تندہی سے انجام دیں ــــــ مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے ــــــ"
"موت کا فرشتہ عظیم ہے ــــــ" باس کے خاموش ہوتے ہی اس کے پیچھے کھڑے نقاب پوش گن برداروں نے بیک آواز نعرہ لگایا۔
"موت کا فرشتہ ــــــ"
"عظیم ترین ہے ــــــ" باس کے سامنے بیٹھے نقاب پوشوں نے بیک آواز کہا...
ہال اُن کی آوازوں سے گونج اُٹھا ــــــ دوسرے ہی لمحے باس کرسی سے اُٹھا اور مڑ کر عقبی دروازے کی طرف چل دیا جس پر ریشمی پردہ لہرا رہا تھا۔ دونوں گن بردار بھی اُس کے پیچھے چل دیئے۔ باس پردہ ہٹا کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا تو وہ دونوں باہر ہی رُک گئے ــــــ اندر کمرے میں دیواروں پر کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن نصب تھے۔ جن پر مختلف مناظر حرکت کر رہے تھے۔

ایک اسکرین پر ہال کا منظر بھی نظر آ رہا تھا۔ نقاب پوش ہال کے خارجی دروازے سے ایک ایک کر کے باہر جا رہے تھے۔

باس اسکرین پر نظر ڈالتا ہوا شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر بیٹھا اور میز کی سائڈ میں لگے متعدد بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ایک آہنی چادر سامنے والے دروازے پر آ گری۔ پھر اُس نے دوسرا بٹن دبایا اور بولا۔

"تم تینوں آرام کرو ــــــ"

ہال میں موجود تینوں مسلح نقاب پوش ایک ایک کر کے ہال سے نکلتے چلے گئے۔ باس نے ہال کا اسکرین آف کیا۔ پھر کرسی سے اُٹھ کر اُس نے نقاب کے سوا اپنا سارا لبادہ اُتار کر پیچھے پڑے صوفے پر پھینکا۔ میز کی دراز سے ایک ریوالور اُٹھا کر جیب میں ڈالا اور کمرے کے مشرقی کونے کی طرف بڑھ گیا۔ کونے میں پہنچ کر اُس نے دیوار میں لگے ایک فریم کے پیچھے ہاتھ ڈال دیا۔ دوسرے ہی لمحے سامنے والی دیوار میں ایک خلاء پیدا ہو گیا۔ اندر روشنی تھی اور نیچے جانے کے لئے زینے بنے ہوئے تھے۔ اُس نے زینوں پر قدم رکھا۔ جونہی وہ تیسرے زینے پر پہنچا، اُس کے عقب میں وہ دروازہ بند ہو گیا جس سے گزر کر وہ زینوں پر آیا تھا۔

دس زینے طے کر کے وہ تہہ میں پہنچ گیا۔ سامنے تاحدِ نگاہ ایک لمبی سرنگ تھی جس کی چھت دس فٹ بلند تھی اور چوڑائی بارہ فٹ کے قریب تھی۔ چھت میں بیس بیس گز کے فاصلے پر ہلکی روشنی والے بلب جل رہے تھے۔ وہاں ایک

چھوٹی سی رینالٹ کار کھڑی تھی۔ وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اگنیشن میں چابی موجود تھی۔ اُس نے انجن اسٹارٹ کیا اور کار آگے بڑھا دی۔ سرنگ کا فرش کچا مگر ہموار تھا۔ تقریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد سرنگ ختم ہو گئی۔ آگے ایک آہنی دیوار تھی۔

باس نے کار روک کر ادھر بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ دراز کر کے دائیں دیوار پر ہاتھ کا دباؤ دیا۔ فوراً ہی سرنگ میں سامنے کی آہنی دیوار ایک جانب سرک گئی۔ سامنے کھلی فضا نظر آ رہی تھی۔ اُس نے کار دہانے سے گزاری۔ باہر گھنے درختوں کا ایک جھنڈ سا تھا۔ اُس نے باہر آ کر کار روکی اور اُتر کر دہانے کے قریب دیوار پر ہاتھ سے دباؤ دیا۔ دوسرے ہی لمحے آہنی دیوار میں سرنگ کا دہانہ بند کر دیا اور وہ دہانہ زمین میں تھا۔ اندر سے نظر آنیوالی آہنی دیوار کے باہر کی سطح پر گھاس پھوس اُگا ہوا تھا۔ اور پہلی نظر میں وہ اردگرد کی زمین کا ہی حصہ معلوم ہوتا تھا۔

دوبارہ کار میں بیٹھ کر اُس نے کار آگے بڑھائی۔ درختوں کے جھنڈ کی دوسری جانب کچھ فاصلے پر پختہ سڑک تھی۔ وہ سڑک پر آیا اور کار کا رُخ دائیں جانب کرتے ہوئے چہرے سے نقاب اُتار کر جیب میں ڈال لیا۔

جھاڑیوں میں گرتے ہی جولیا نے ذرا سر اُٹھا کر دیکھا۔ عمران اسٹین گن لئے ٹیکسی کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور خوفزدہ انداز میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچا۔ پھر ٹیکسی کا پچھلا کھلا ہوا دروازہ دیکھ کر وہ چونکا اور نشیب کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اُس نے اسٹین گن ڈرائیور پر تان لی۔

"وہ لڑکی ——— وہ لڑکی ———" ڈرائیور بوکھلا کر بولا۔

"بکواس بند کرو ——— بتاؤ تم میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے؟"

عمران غرایا۔

"ج۔جناب ———" ڈرائیور اور گھبرا گیا "مجھے تو اُس لڑکی نے کہا تھا ——— وہ اِدھر جھاڑیوں کی جانب بھاگی تھی ———"

عمران نے چونک کر ایک بار پھر جھاڑیوں کی جانب دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے اُس کی گن گرجی اور بیسیوں گولیاں جولیا کے اوپر سے گزر گئیں۔ جولیا زمین سے چپک گئی تھی مگر اُس کے ذہن میں جھکڑ

چل رہے تھے۔ زندگی کے کسی موڑ پر عمران اُسے ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا، یہ تو اُس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ اُس نے فائرنگ رُکنے کے بعد ذرا سر اُٹھا کر دیکھا ـــــ عمران اسٹین گن لئے نیچے آ رہا تھا۔ اُس کی ساتھی لڑکی جو کار سے نکل آئی تھی ریوالور سے ڈرائیور کو کور کئے کھڑی تھی۔ جولیا نے پرس سے اپنا ریوالور نکال کر۔

"لڑکی ـــــ شرافت سے باہر نکل آیا ـــــ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے ـــــ" وہ جولیا سے چند فٹ کے فاصلے پر رُک کر غرایا۔

مگر جولیا نے کوئی حرکت نہیں کی ـــــ اُس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ دفعتاً عمران نے فائرنگ کرتے ہوئے نیم دائرے میں گن گھمائی گولیاں جولیاں کے اوپر اور دائیں بائیں سے گزرتی چلی گئیں مگر ایک گولی بھٹک کر اُس کی پنڈلی چھو گئی اور اُس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

چیخ سن کر عمران نے فائرنگ بند کر دی اور تیزی سے اُس جھاڑی کی طرف لپکا جس کے پیچھے جولیا اوندھے منہ زمین سے چپکی پڑی تھی۔ جولیا نے اُسے اپنی جانب آتے دیکھا تو فوراً ہی ریوالور والا ہاتھ اُٹھا کر عمران کی طرف کیا اور ہونٹ بھینچتے ہوئے فائر کر دیا۔ گولی عمران کے بازو میں لگی اور وہ چیخ پڑا۔ اُس کے ہاتھ سے گن گر گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ واپس دوڑا اور سڑک پر پہنچ گیا۔ جولیا نے دوسرا فائر کرنا چاہا مگر پھر کسی خیال کے تحت رک گئی۔ عمران سڑک پر رُکنے کی بجائے لڑکی

کو اشارہ کرتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ پچھلی نشست پر بیٹھا۔۔۔ لڑکی نے دوڑ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار آگے بڑھا دی۔ چند گز آگے جا کر اُس نے کار بیک کی اور واپس شہر کی طرف مڑتے ہوئے اُس نے ٹیکسی کے اگلے ٹائر پر فائر کر دیا۔

ایک دھماکا ہوا اور ٹائر پھٹ گیا۔ ڈرائیور کی آنکھیں خوف سے اور چوڑی ہوگئیں، مگر وہ کار تیزی سے دوڑتی چلی گئی ——— ڈرائیور ٹیکسی سے اُترا اور پھٹے ہوئے ٹائر کا جائزہ لینے لگا۔

گولی جولیا کی دائیں پنڈلی کا گوشت پھاڑتی ہوئی نکل گئی تھی۔ خون مسلسل بہہ رہا تھا اور زخم میں ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ مگر اس کے باوجود بجائے کیوں جولیا کو عمران کے زخمی ہونے کا افسوس ہو رہا تھا۔ وہ اپنے کیے پر نادم تھی کہ اُس نے عمران پر فائر کیوں کیا۔ ایسا کرنے سے پہلے اُس کے ہاتھ کیوں نہ ٹوٹ گئے ——— وہ بمشکل سیدھی ہو کر اُٹھی اور لنگڑاتی ہوئی سڑک کی جانب چل دی۔ ڈرائیور فالتو ٹائر نکال کر برسٹ ٹائر اُتار رہا تھا۔ جولیا خاموشی سے پچھلی نشست پر بیٹھ گئی پھر پرس سے رومال نکال کر پنڈلی پر باندھ دیا۔۔۔

ڈرائیور نے چند منٹ میں ہی ٹائر بدل ڈالا مگر پھر جونہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے لگا۔ جولیا کو دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"فکر مت کرو ——— نئے ٹائر کی قیمت ادا کرنے پر تیار ہوں۔۔۔"

جولیا نے اُس کے بولنے سے پہلے ہی کہہ دیا۔

"مگر اب میں تعاقب نہیں کروں گا ــــــ" اُس نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ مجھے شہر میں کسی جگہ اتار دینا ــــــ" جولیا نے مسکرا کر کہا۔ "مگر اب جلدی کرو ــــــ میری ٹانگ زخمی ہے ــــــ"

اس اطلاع پر ڈرائیور چونکا اور ٹیکسی اسٹارٹ کر کے بیک کرنے لگا۔

اپنے فلیٹ کے سامنے جولیا نے اُتر کر اُسے بل کے علاوہ ٹائر کی قیمت بھی ادا کی اور دروازہ کھول کر اپنے فلیٹ میں داخل ہو گئی۔ اندر پہنچ کر اُس نے سب سے پہلے فرسٹ ایڈ بکس کھول کر اپنے زخم کی ڈریسنگ کی۔ پھر خون آلودہ لباس تبدیل کیا اور فون والی میز کے قریب کرسی پر بیٹھ کر ایکسٹو کو فون کرنے لگی۔

"ہیلو ــــــ ایکسٹو اسپیکنگ ــــــ" چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں جولیا بول رہی ہوں چیف ــــــ" کچھ دیر پہلے عمران کے ہاتھوں زخمی ہو کر آئی ہوں ــــــ"

"اوہ ــــــ یہ تم کیا کہہ رہی ہو جولی ــــــ عمران کہاں ہے ــــــ" ایکسٹو نے جلدی سے پوچھا۔

جواب میں جولیا نے تفصیل سے واقعات بیان کر ڈالے۔ اس دوران اُس

کی آواز بار بار بھرا جاتی تھی مگر اُس نے خود کو قابو میں ہی رکھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایکسٹو کو اُس کی کمزوری کا علم ہو۔

"اُس نے تمہیں گولی مار کر اپنے لئے موت خرید کر لی ہے جولی" ایکسٹو کی غراہٹ سنائی دی۔ "میں اُس خبیث کو زندہ نہیں چھوڑوں گا ——"

ایکسٹو کی قہر میں ڈوبی آواز سُنکر جولیا بجائے پرسکون ہونے کے اور بے قرار ہو گئی —— اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ عمران کو نہیں اُسے دھمکیاں دے رہا ہو مگر وہ خاموشی سے سُنتی رہی۔

"اُس نے صرف تمہیں ہی نہیں پوری سیکرٹ سروس کو بے عزت کیا ہے —— ایک بار ہاتھ آجانے دو —— پھر تم اُس کا حشر دیکھنا —— اگر وہ اسی شہر میں ہے تو میرے ماتحت جلد ہی اُسے پکڑ لائیں گے ——"

"مگر سر —— ممکن ہے وہ مجبور ہو اور اُس نے محض دکھا دے کے لئے ایسا کیا ہو ——" جولیا نے آہستہ سے کہا۔

"میں جانتا ہوں جولیا کہ تم کس جذبے کے تحت ایسا کہہ رہی ہو ..."

ایکسٹو نے جواباً کہا۔ "مگر اُس نے سچ مچ تم پر فائرنگ کی تھی اور یہ تمہیں موت کے گھاٹ اُتارنے کی کوشش کی تھی —— یہ اتفاق ہی ہے کہ اسٹین گن کی بیسیوں گولیوں میں سے صرف ایک ہی تمہیں لگی ورنہ شاید اس وقت تم مجھ سے بات کرنے کی بجائے دوسری دُنیا میں ہوتیں۔ اور میں یہ

گوارا کر ہی نہیں سکتا کہ عمران یا کوئی اور شخص میرے ماتحتوں پر بلا وجہ حملہ کرے——"

جولیا نے سوچا—— ایکسٹو درست کہہ رہا تھا۔ عمران نے اُسے ہلاک کرنے میں کوئی کسر تو نہ چھوڑی تھی۔

ایکسٹو کی آواز آنا بند ہو گئی تھی مگر جولیا بے خیالی میں کئی لمحے ریسیور کان سے لگائے بیٹھی عمران کے بارے میں سوچتی رہی۔

شام کا کھانا اُس نے قریبی ریستوران میں کھایا۔ پھر واپس گھر آکر ٹی وی دیکھنے لگی۔ نو بجے کی خبریں سُنکر اُس نے ٹی وی آف کیا ہی تھا کہ بیرونی دروازے کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ چونک کر اُٹھی اور آنے والے کے بارے میں اندازہ لگاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف چل دی—— مگر دروازہ کھولتے ہی فلش لائٹ کا جھماکا ہوا اور اُس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اُس نے جلدی سے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے ہی تھے کہ دو طاقتور ہاتھ آگے بڑھے۔ ایک پیچھے گردن پر اور دوسرا منہ پر جم گیا اور جولیا کا دم گھٹنے لگا۔ وہ بے اختیار تڑپنے لگی۔

کیپٹن بابر پچھلے دو گھنٹوں سے اُس سفید کار کو تلاش کر رہا تھا جس کے نمبر بتا کر ایکسٹو نے اُسے تلاش کا حکم دیا تھا۔ مگر ابھی تک وہ کار کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ اُس نے وہیکل رجسٹریشن آفس سے پتا کیا تو معلوم ہوا کہ اس نمبر کی کوئی گاڑی رجسٹر نہیں ہوئی یا کسی گاڑی کو وہ نمبر الاٹ نہیں کیا گیا تھا۔ اِس کے بعد اُس نے مختلف مقامات پر چیکنگ کی تھی اور نتیجہ صفر ہی رہا تھا۔ اب رات ہو رہی تھی۔ اُس نے سوچا ایکسٹو کو رپورٹ دیکر کھانا کھایا جائے۔ چنانچہ اُس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو رپورٹ دی اور پھر ہوٹل شب روز جا پہنچا۔ مگر پارکنگ میں کار روک کر اُترا ہی تھا کہ ایک کار اندر داخل ہوئی اور وہ چونک پڑا۔

وہ سفید رنگ کی وہی کار تھی جسے وہ تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ اُس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سیاہ فام مرد بیٹھا تھا۔ اُس کے دائیں گال پر کسی پرانے زخم کا گول سا نشان تھا۔ اُس کے ساتھ ایک سفید فام بیٹھا تھا۔ کیپٹن بابر نے ایک نظر میں ہی اُن کا جائزہ لیا اور ہوٹل کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے وقت اُس نے کنکھیوں سے پیچھے دیکھا۔ وہ دونوں

کار سے اُتر آئے تھے۔

کیپٹن بابر ہال میں داخل ہوا اور بیٹھنے کی بجائے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اُس نے کاؤنٹر کلرک کی اجازت سے فون پر نمبر ڈائل کئے۔ اور ہال کے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں اندر آ گئے تھے۔

"یس ـــــ ایکسٹو ـــــ" رابطہ قائم ہونے پر آواز آئی۔

"جناب ـــــ میں بابر بول رہا ہوں ـــــ وہ ابھی ابھی ٹیرو ز ہوٹل میں ملی ہے۔ اور اُس میں سوار دو آدمی ہال میں آ گئے ہیں ـــــ ایک سفید اور دوسرا سیاہ فام ہے ـــــ" کیپٹن بابر نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

"وگڈ ـــــ اُن کا تعاقب کر کے اُن کی رہائش گاہ معلوم کرنے کی کوشش کرو ـــــ" ایکسٹو نے جواباً کہا۔

اور سلسلہ منقطع ہو گیا..... کیپٹن بابر نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ سفید فام اور سیاہ فام دونوں ایک میز پر بیٹھ چکے تھے اور مینو دیکھ کر ویٹر کو آرڈر دے رہے تھے۔ کیپٹن بابر کو اُن کے نزدیک کوئی خالی میز نہ دکھائی دی۔ مجبوراً وہ دروازے کے پاس ہی ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔ اُس نے بھی ایک ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیا اور اُن دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کاش اُن کے نزدیک کی کوئی میز خالی ہوتی تو وہ اُن کی گفتگو بھی سُن سکتا۔ کھانا کھانے کے دوران بھی اُنہی کی جانب متوجہ رہا۔

وہ دونوں کھانا کھانے کے بعد اُٹھ گئے۔ کیپٹن بابر نے انہیں کاؤنٹر کی طرف بڑھتے دیکھا تو جلدی سے اُس نے ویٹر کو بُلا کر بل کی رقم پوچھی

اور مقررہ رقم سے پانچ روپے زائد اُس کے ہاتھ پر رکھتا ہوا اُٹھ گیا۔ اُن دونوں کے باہر آنے سے پہلے ہی اُس نے باہر جاکر پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور سڑک پر ہوٹل سے چند قدم دُور جاکر روکی۔

تقریباً تین منٹ بعد سفید کار ہوٹل کے بیرونی گیٹ سے برآمد ہوئی اور کیپٹن بابر کے پاس سے گزر کر سیدھی دوڑتی چلی گئی۔ اس وقت بھی ڈرائیونگ سیٹ پر سیاہ فام بیٹھا تھا۔ کیپٹن بابر نے بھی اپنی کار آگے بڑھائی اور مناسب فاصلہ سے اُس کار کا تعاقب کرنے لگا۔

سفید کار مختلف سڑکوں پر آدھا گھنٹہ تک گھومنے کے بعد شاہ دین بلڈنگ کے سامنے رُکی۔ اور وہ دونوں کار سے اُتر کر بلڈنگ کے کپاؤنڈ میں داخل ہو گئے۔ کیپٹن بابر نے پیچھے ہی کار روک لی تھی۔ اُن کے اندر جانے کے بعد وہ بھی کار سے اُترا اور آگے بڑھنے لگا۔ اُس عمارت میں پہلی منزل پر ایک ڈیلی اخبار کے دفاتر تھے جبکہ باقی دو منزلوں پر رہائشی فلیٹ بنے ہوئے تھے۔ وہاں آنے جانے والوں پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ کیپٹن بابر کمپاؤنڈ سے گزر کر برآمدے میں داخل ہوا تو زمینوں پر سے قدموں کی کھٹ کھٹ آرہی تھی۔ و بھی زینوں کی طرف بڑھا اور دبے پاؤں زینے چڑھنے لگا۔

بالائی منزل پر پہنچا تو قدموں کی آہٹیں دوسری منزل کے زینوں سے آرہی تھیں۔ وہ مزید زینے طے کرنے لگا۔ آخر سیکنڈ فلور میں وہ دونوں نظر آئے۔ وہ ایک کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ کیپٹن بابر زینوں پر ہی رُک گیا پھر دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا تو وہ آگے بڑھا۔ قدموں کی چاپ پیدا

کئے بغیر وہ اُس دروازے پر پہنچ گیا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ اور اُس فلیٹ کے سوا کسی دوسرے فلیٹ میں روشنی نظر نہیں آ رہی تھی۔

اُس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ ٹھیک اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ کیپٹن بابر بوکھلا کر جلدی سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ ایک ریوالور کی نال اُس کے سینے سے آ لگی۔ سامنے کھڑا سیاہ فام اُسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ جبکہ دوسرا آدمی اُس کے قریب ہی ریوالور لئے کھڑا تھا۔

"اندر آ جاؤ دوست ــــــ" سیاہ فام نے شستہ انگلش میں کہا۔ "ورنہ بے آواز ریوالور کی گولی تمہیں جہنم میں پہنچا دے گی ــــــ"

کیپٹن بابر نے خود پر قابو پایا اور اندر آ گیا۔ سفید فام نے جلدی سے دروازہ بولٹ کر دیا۔ تب سیاہ فام نے ریوالور کی نال کیپٹن بابر کے سینے سے ہٹائی اور اُسے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کیپٹن بابر کرسی کی طرف بڑھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ سفید فام اُس کے سامنے میز کی دوسری جانب کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"اب بتاؤ ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے ــــــ؟"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ــــــ میں یہاں ایک دوست سے ملنے ــــــ" کیپٹن بابر نے کہنا چاہا۔

مگر اسی لمحے سفید فام نے اُس کی بات کاٹ دی۔ "پھر تم اس کمرے میں کیوں جھانک رہے تھے ــــــ؟"

"صرف یہ دیکھنے کے لئے میرا دوست کیا کر رہا ہے ــــــ میں

دو ماہ بعد یہاں آیا ہوں ـــــــ"

"ٹائیگر ـــــــ تم بتاؤ ـــــــ یہ کون ہے ـــــــ؟" سفید فام نے سیاہ فام سے مخاطب ہو کر۔

"یہ کیپٹن بابر ہے ـــــــ اور سیکرٹ سروس کا ذہین ممبر ہے" سیاہ فام ٹائیگر نے کہا۔ "ہوٹل سے ہی ہمارے تعاقب میں تھا ـــــــ وہاں سے اس نے کسی کو فون بھی کیا تھا ـــــــ"

کیپٹن بابر اُن کی معلومات پر بھونچکا رہ گیا تھا۔ گویا وہ محض پھانسنے کے لئے اُسے یہاں تک لائے تھے۔

"کیپٹن بابر ـــــــ سُن لیا تم نے ـــــــ؟" سفید فام نے زہریلے لہجے میں کہا۔

اور کیپٹن نے سر ہلا دیا۔ اس کے سوا وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ ظاہر ہے انہوں نے اُسے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا۔

"اب تم ذرا جلدی سے ایکسٹو کا ٹھکانا بتا دو تاکہ ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں ـــــــ" سفید فام نے دوبارہ کہا۔

"میں نہیں جانتا ـــــــ" کیپٹن بابر نے سختی سے کہا۔

سیاہ فام مُسکاتا ہوا اُس پر جھپٹا مگر اُسے یہ حرکت مہنگی پڑی۔ جونہی وہ قریب آیا، کیپٹن بابر نے اُٹھتے ہوئے ایک ہاتھ سے اُس کا مُکا روکا اور سر کی ٹکر اُس کے سینے میں رسید کر دی۔ وہ اُچھل کر فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ سفید فام بوکھلا کر کھڑا ہو گیا، مگر اس

سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا، کیپٹن بابر نے اُس کے ریوالور پہ ہاتھ مارا اور اُس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا۔ کیپٹن بابر نے جلدی سے اُس پر میز اُلٹ دی۔

میز سفید فام سے ٹکرائی اور وہ کرسی پر گر کر دوسری جانب اُلٹ گیا۔ اتنے میں سیاہ فام نے اُٹھ کر کیپٹن بابر پر چھلانگ لگا دی.... مگر کیپٹن بابر بھی غافل نہیں تھا۔ وہ تیزی سے دائیں جانب ہٹا اور سیاہ فام اُس کی چھوڑی ہوئی کرسی پر آ پڑا۔ مگر فوراً ہی اُس نے سنبھل کر کیپٹن بابر کی ٹانگوں پر بوٹ کی ٹھوکر جمائی۔ کیپٹن نے بے اختیار کراہ کر پنڈلی پر ہاتھ رکھ لیا۔ سیاہ فام دوبارہ اس پر جھپٹا ہی تھا کہ کیپٹن بابر نے لات سیدھی کر کے اُس کے پیٹ میں جمائی اور وہ کراہتا اور لڑکھڑاتا ہوا گری ہوئی میز سے جا ٹکرایا اور پشت کے بل اُس پر گر کر دوسری جانب جا گرا۔

سفید فام جو میز کی زد سے نکل کر اپنا ریوالور اُٹھا چکا تھا، اُس نے ریوالور کا رُخ کیپٹن بابر کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ کیپٹن بابر نے فوراً خود کو فرش پر گرایا اور گولی اُس کے اوپر سے گزر کر دروازے سے جا ٹکرائی۔ کیپٹن لڑکھڑاتا ہوا سفید فام کے قدموں میں پہنچ گیا اور اس سے پہلے کہ وہ دوسرا فائر کرتا، کیپٹن بابر نے اُس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ ڈالی۔ وہ پشت کے بل فرش پر گرا اور ریوالور اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔
کیپٹن بابر نے جلدی سے اُس کا ریوالور اُٹھا کر اُس کا رُخ سیاہ فام

ٹائیگر کی طرف کر دیا۔ مگر اسی لمحے اُسے جگہ چھوڑ دینا پڑی۔ کیونکہ ٹائیگر نے اس پر کرسی کھینچ ماری تھی۔ مگر کیپٹن کے بر وقت ایک جانب ہٹ جانے سے کرسی سفید فام پر جا گری اور کیپٹن بابر ریوالور کا رُخ ٹائیگر کی طرف کئے کھڑا ہو گیا۔

"بس رُک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا ——" کیپٹن بابر غرایا۔

ٹھیک اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور وہ تینوں چونک پڑے۔ کیپٹن بابر جلدی سے ایرک کے عقب میں پہنچا اور آہستہ سے بولا۔

"دروازہ کھول کر دیکھو —— مگر بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ——"

سفید فام کرسی لگنے سے مزید زخمی ہو گیا تھا اور اپنی جگہ بیٹھا کراہ رہا تھا۔ کیپٹن بابر نے ریوالور کا رُخ ٹائیگر کی طرف کیا ہوا تھا مگر وہ بیک وقت دونوں کی نگرانی کر رہا تھا۔

ٹائیگر دروازے کی طرف بڑھا۔ اُس نے دولٹ گرایا اور ایک آدمی اندر گھس آیا۔ دوسرے ہی لمحے کیپٹن بابر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ آنیوالا احمق اعظم علی عمران تھا اور اُس کے ایک ہاتھ میں ریوالور دبا ہوا تھا۔

"یہاں کیا ہنگامہ ہو رہا ہے ——؟" اُس نے آتے ہی ٹائیگر سے پوچھا شاید اُس نے کیپٹن کو نہیں دیکھا تھا۔

ٹائیگر نے کیپٹن بابر کی طرف اشارہ کر دیا۔ عمران نے کیپٹن کی طرف دیکھا اور پھر اُس کے بے آواز ریوالور نے شعلہ اُگل دیا۔ کیپٹن بابر کو عمران کی جانب سے اس کی توقع بھی نہیں تھی ورنہ وہ خود کو

بچانے کی کوشش کرتا۔ گولی اُس کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑی اور ریوالور چھوٹ کر دُور جا پڑا۔

"عمران صاحب ــــــ" کیپٹن بابر تقریباً چیخ پڑا۔ "کیا آپ پاگل ہو گئے ہیں یا مجھے نہیں پہچانا ــــــ"

"عمران ــــ کون عمران ــــــ؟" عمران نے حیرت سے کہا

"میرا نام تو شیطان ہے مسٹر ــــــ"

"کیا ــــــ؟" کیپٹن بابر کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"ہاں ــــ اور اب تم شرافت سے ہاتھ اُٹھا دو ــــــــ"

عمران سخت لہجے میں بولا۔ "ورنہ دوسری گولی تمہیں تحت الثریٰ کی سیر کرا دے گی ــــ میں رحم کھانے کا عادی نہیں ہوں ــــــ"

اور کیپٹن بابر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ اُس کی آنکھوں سے نفرت اور غصّہ برسنے لگا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ عمران جس نے کئی بار اُس کی زندگی بچائی تھی، آج خود ہی اُس کا دشمن بن جائے گا ــــــ اُس کے زخمی ہاتھ سے خون ٹپک رہا تھا۔ گولی نے انگلیاں زخمی کی تھیں۔

"اس کے ہاتھ پاؤں باندھو اور اسی کھڑکی سے عقبی گلی میں گرا دو"

عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

وہ حکم اور پھر عمران کے منہ سے ــــــ کیپٹن بابر کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ یکدم میز کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ٹھیک اسی

لمحے عمران کے ریوالور کی گولی اُس کے سر پر سے گذر کر عقبی کھڑکی سے جا ٹکرائی۔ کیپٹن بابر نے جلدی سے جیب میں پڑا اپنا ریوالور نکالا اور پھر کمرے کی ٹیوب لائٹ پر فائر کر دیا۔ بے آواز گولی ٹیوب کے راڈ سے ٹکرائی اور ایک چھناکے سے کمرے میں گھپ اندھیرا پھیل گیا۔

کیپٹن بابر تیزی سے فرش پر رینگتا ہوا بائیں جانب کی دیوار کے پاس پہنچا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ دروازے کی طرف حرکت کرنے لگا۔

"ٹارچ ہے تمہارے پاس ——" عمران کی آواز گونجی۔ شاید اُس نے ٹائیگر کو مخاطب کیا تھا۔

"نہیں جناب ——" ٹائیگر کا جواب سنائی دیا۔

"کیپٹن بابر —— تم بچ کر نہیں جا سکتے ——" عمران نے غرا کر کہا۔

کیپٹن بابر نے اُس کا ہیولا میز کی طرف بڑھتے دیکھا —— وہ تیزی سے رینگتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا، عمران کا ہیولا اُچھل کر اُس پر آ پڑا اور کیپٹن بابر بے اختیار کراہ اُٹھا۔

بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا عمران کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ اچانک اسکرین پر دانش منزل کے بیرونی گیٹ پر ایک وین رکتی نظر آئی۔ اس وین کی کھڑکیوں پر سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے اور صرف آگے بیٹھا ڈرائیور نظر آ رہا تھا۔ جس کا حلیہ پٹھانوں جیسا تھا۔ سر پر بھاری پگڑی، لمبی لمبی مونچھیں، سرخ و سفید چہرہ اور بائیں گال پر ایک موٹا سا مسّہ تھا اس نے جیکٹ پہن رکھی تھی۔

وین روک کر وہ اترا اور گیٹ پر لگا کال بیل کا بٹن دبانے لگا۔ چند لمحوں بعد اسکرین پر جوزف نظر آیا۔ وہ گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے فوراً مائیک میں کہا۔

"جوزف ـــــ گیٹ مت کھولنا ـــــ"

اور جوزف واپس مڑتا دکھائی دیا۔ وین کا ڈرائیور چند لمحے انتظار کرتا رہا۔ پھر واپس مڑا اور وین میں بیٹھ گیا۔ اس نے وین بیک کی اور پھر پوری رفتار سے وین پھاٹک سے ٹکرا دی ـــــ بلیک زیرو

بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ وین کی ٹکر سے دروازہ ہل کر رہ گیا تھا مگر ٹوٹا نہیں تھا۔

"جوزف ہوشیار ——" بلیک زیرو دھاڑا۔

اور پھر تیزی سے ایک سب مشین اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے نکل آیا۔ وہ تقریباً دوڑتا ہوا برآمدے میں پہنچا اور اسی لمحے دوسرا دھماکا ہوا۔ مگر اس بار بھی دروازہ اپنی جگہ قائم رہا تھا۔ جوزف گیٹ کے قریب دونوں ریوالور ہاتھوں میں لئے حیران کھڑا تھا۔

"جوزف —— خیال رکھنا —— میں باہر جا رہا ہوں ——" بلیک زیرو بولا۔

اور تیزی سے دائیں جانب کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ وین کی ٹکروں سے دروازہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ دیوار کے پاس پہنچا جہاں خفیہ دروازہ تھا۔ اُس نے مخصوص میکنیزم کو حرکت دی اور دیوار میں دو فٹ چوڑا دروازہ پیدا ہو گیا۔ وہ باہر نکلا تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اُس سے چھ سات گز کے فاصلے پر وین ایک بار پھر گیٹ سے ٹکرانے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے جلدی سے گن سیدھی کر کے بولٹ کھینچ دیا۔ تڑتڑاتی ہوئی گولیوں کی بوچھاڑ وین کی جانب لپکی اور اُس کے اگلے دونوں ٹائر دھماکوں سے برسٹ ہو گئے۔ اُس کے ڈرائیور کی بھی چیخ بلند ہوئی تھی۔

بلیک زیرو دوڑ کر وین کے پاس پہنچا۔ ڈرائیور اگلی سیٹ پر مردہ پڑا

تھا۔ ٹھیک اسی لمحے ویں کے عقبی حصّے سے دو آدمیوں نے چھلانگیں لگا دیں۔ بلیک زیرو چونک کر اُن کی جانب مڑا اور پھر یکدم زمین پر بیٹھ گیا۔ نتیجے میں اُن کے ہاتھوں میں پکڑے ریوالوروں سے نکلنے والی گولیاں بلیک زیرو کے سر سے اوپر گزر گئیں اور بلیک زیرو نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر سٹین گن سے اُن کی ٹانگوں پر فائر کر ڈالا۔ وہ دونوں چیختے ہوئے گرے اور تڑپنے لگے مشین گن کی گولیوں سے اُن کی ٹانگیں چھلنی ہو گئی تھیں۔

بلیک زیرو نے جلدی سے آگے بڑھ کر ویں کے عقبی دروازے سے اندر جھانکا۔ اندر اور کوئی آدمی نہیں تھا البتہ تین مشین گنیں اور فالتو میگزین ویں کے فرش پر لکڑی کی پیٹی میں پڑے نظر آ رہے تھے۔ اس پیٹی میں چند ٹائم بم اور ریوالوروں کے راؤنڈز بھی پڑے تھے۔

بلیک زیرو نے واپس مڑ کر مخصوص انداز میں سیٹی بجائی۔ اور جوزف نے اندر سے پھاٹک کھول دیا۔ بلیک زیرو نے اُسے باہر بلایا۔

"ان دونوں کو اُٹھا کر اندر لاؤ ـــــ ویں کو بھی اندر دھکیل لاؤ... جلدی کرو ـــــ" بلیک زیرو نے کہا اور آگے بڑھ کر گیٹ کا جائزہ لینے لگا۔ آہنی گیٹ کہیں کہیں سے پچک گیا تھا اور بس ـــــ جلد ہی جوزف نے بے ہوش زخمیوں اور ویں کو کپاؤنڈ میں منتقل کر دیا۔ گیٹ بند کر کے جوزف بلیک زیرو کے قریب آ گیا۔ بلیک زیرو کے اشارے پر اُس نے ویں سے ڈرائیور کی لاش نکالی۔ بلیک زیرو نے لاش کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اور اُس کے ہاتھ میں ڈرائیور کی مونچھیں اور مسّہ آ گیا۔ گویا وہ

میک اپ میں تھا اور در حقیقت سفید تھا کیونکہ دونوں زخمی بھی سفید فام ہی تھے۔

مگر وہ یہاں کیوں آئے تھے؟ انہیں اس جگہ کا پتہ کیسے معلوم ہوا.... پتا بتانے والے نے انہیں دانش منزل کے حفاظتی سسٹم کے بارے میں کیوں نہیں بتایا تھا؟ سیکرٹ سروس کے ارکان کے سوا کسی کو اُس عمارت کی اہمیت کا علم نہیں تھا اور ویگن میں موجود اسلحہ سے پتہ چلتا تھا کہ وہ حملہ کرنے آئے تھے۔

بلیک زیرو سوچتا ہوا لاک اپ کی طرف چل دیا۔ جوزف دونوں زخمیوں کو وہاں لے آیا تھا۔ بلیک زیرو نے جوزف کی مدد سے زخمیوں کی ابتدائی مرہم پٹی کر دی۔ اور پھر انہیں ایک ایک انجکشن لگا دیا۔ وہ جلد ہی ہوش میں آ گئے اور فرش پر پڑے کراہنے لگے۔ اُن کے چہروں پر زردی تھی۔ خوف اور نقاہت سے اُن کا بُرا حال تھا۔

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا تھا ـــــــ" بلیک زیرو نے پوچھا۔

جوزف سفید فاموں کے قریب ریوالور لئے کھڑا تھا۔ بلیک زیرو صوفے پر بیٹھا تھا۔ اُن دونوں نے اُس کے سوال پر ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئے۔ بلیک زیرو نے جوزف کو اشارہ کیا....

"سُنا نہیں تم نے ـــــــ" جوزف دھاڑا "جواب دو ـــــــ"

"ہم ـــــ ہم ـــــ کچھ نہیں جانتے ـــــــ وہ ہمیں مار ڈالے گا ـــــــ" ان میں سے ایک چیخا۔

"یہاں بھی تمہیں زندہ نہیں رکھا جائے گا ——" بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔ "اگر تمہیں اپنی زندگی پیاری ہے تو میرے سوالوں کے درست جوابات دو ورنہ ——"

"ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور اُس کا مشن کیا ہے۔ البتہ وہ "موت کا فرشتہ" کہلاتا ہے ——"

"تمہیں یہاں کا پتہ اُسی نے بتایا تھا ——؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں —— ہاں ——" اُس آدمی نے کہا۔

اور اس کے ساتھ اُس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو چونکا اور اُٹھ کر اُس کی جانب جھپٹا ہی تھا کہ دوسرے زخمی کا بھی وہی حال ہوا۔ اور اُس کی خوف سے کھلی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ جوزف حیرت سے آنکھیں جھپکاتے ہوئے اُن دونوں کے ساکت جسموں کو گھورے جا رہا تھا جو تیزی سے رنگت تبدیل کر رہے تھے۔

کلاچی ایکسپرس کے ایک کمپارٹمنٹ میں تقریباً پنتیس افراد خاموشی سے سفر کر رہے تھے۔ اُن میں سے دس افراد سفید فام تھے۔ یہ ٹرین کی آخری بوگی کا پہلا کمپارٹمنٹ تھا۔ جس کا درمیانی دروازہ دوسری بوگی کی جانب کھلتا تھا مگر اس وقت بند تھا۔ رات کا وقت تھا۔ کچھ مسافر سو رہے تھے اور کچھ اونگھنے میں مصروف تھے۔

رات کے دو بجے ٹرین جام نگر ریلوے اسٹیشن پر دو منٹ کے لئے رُکی اور پھر اپنی منزل مقصود کی جانب روانہ ہوگئی۔ چند منٹ بعد ایک سفید فام جس نے سردی سے بچنے کے لئے کوٹ کے کالر کھڑے کر رکھے تھے، اپنی جگہ سے اُٹھا اور بیت الخلاء کی طرف چل دیا۔ دوسرے سفید فاموں نے سنسنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ اوور کوٹ والا بیت الخلاء کے قریب پہنچا اور وہاں پڑے گتے کے ایک کارٹن کو کھول کر دو لمبے آہنی اوزار نکال لئے۔ پھر اُس نے دوسری بوگی کی جانب کھلنے والے دروازے پر توجہ دی۔ اور ذراسی کوشش سے دروازہ کھول لیا۔ دوسری جانب خلاء تھا۔ دوسری بوگی کا بند دروازہ تقریباً چار فٹ کے فاصلے پر تھا اور نیچے دونوں

بوگیوں کو ملانے والے آہنی راڈ تھے۔ راڈوں کے گول سرے ایکدوسرے میں پھنسے ہوئے تھے ـــــ اور اُن کے ساتھ ساتھ ایک پائپ تھا۔

دروازے میں رُک کر اُس نے جیب سے سگریٹ لائٹر نکالا اور اُس کے پیندے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ کمپارٹمنٹ میں ایک کھڑکی کے پاس بیٹھا سفید فام شیشے سے مسلسل باہر جھانک رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں بھی ایک سگریٹ لائٹر تھا۔ کمپارٹمنٹ میں بیٹھے اکثر سفید فام اُسی کی جانب متوجہ تھے۔ تقریباً تین منٹ بعد سامنے کی جانب ٹرین سے باہر دائیں جانب سبز روشنی جلی اور بجھ گئی۔

"ٹھیک ہے آرتھر ـــــ" سفید فام لائٹر منہ کے قریب کرتا ہوا بولا۔

درمیانی دروازے میں کھڑے اوورکوٹ والے نے اپنے لائٹر ٹرانسمیٹر پر اُس کا فقرہ سُنا اور لائٹر جیب میں ڈال کر احتیاط سے دروازے کے باہر آ کر دونوں بوگیوں کو ملانے والے جوڑ پر جھک گیا۔

کھڑکی کے قریب بیٹھے سفید فام نے دوسرے سفید فاموں کو اشارہ کیا اور وہ باری باری اُٹھ کر بیت الخلاء کی طرف جانے لگے۔ وہاں پڑے کارٹن سے وہ ایک ایک ٹامی گن اُٹھا کر واپس آئے اور دوسرے کمپارٹمنٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اُس بوگی کے کل تین کمپارٹمنٹ تھے جن میں کم وبیش ڈیڑھ سو افراد سفر کر رہے تھے۔ پھر یکدم بوگی کی رفتار کم ہونے لگی۔ کچھ مسافر چونکے مگر سامنے کھڑے گن بردار وں کو دیکھ کر اُن کے چہرے خوف سے پیلے پڑنے لگے۔ سفید فاموں نے گنوں سے تینوں کمپارٹمنٹوں کے مسافروں کو کور کر رکھا تھا۔ کسی مسافر کے منہ سے اُف تک نہ نکل سکی۔

چند لمحوں بعد محسوس ہوا کہ ٹرین کے پہیوں نے پٹڑی بدلی تھی۔ رفتار بتدریج کم ہوتی جا رہی تھی۔ اور پھر درختوں کی شاخیں کھڑکیوں سے ٹکرانے لگیں۔ آخر ٹرین رُک گئی ۔۔۔۔ باہر اندھیرا نہیں تھا۔ دُور تک گھنے درخت دکھائی دے رہے تھے۔ اُن میں دو ٹرک کھڑے نظر آ رہے تھے۔ باہر ٹارچیں روشن کئے چند مسلح افراد موجود تھے۔

اندر موجود سفید فاموں نے گنوں کے زور پر مسافروں کو باہر نکلنے کا حکم دیا۔ اور جب مسافر باہر نکلے تو حیرت و خوف کے مارے اُن کی چیخیں نکل گئیں۔

کلاچی ایکسپریس پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ گاڑی کا عملہ نہیں جانتا تھا کہ اُن کی بے خبری میں کیا کچھ ہو گیا ہے۔ البتہ خام پور کے اسٹیشن پر گاڑی پہنچی تو اسٹیشن کے علاوہ گاڑی کے عملہ میں افراتفری پھیل گئی۔ کیونکہ ٹرین کی آخری بوگی نمبر چودہ سرے سے ہی غائب تھی۔ اور جب مسافروں کو علم ہوا تو اُن کی پریشانی کی انتہا نہ رہی۔ اُن میں سے کئی کے عزیز و اقارب اُس بوگی میں تھے۔

ٹرین کے ساتھ آنے والا عملہ سب سے زیادہ پریشان تھا۔ یہ بات تقریباً ناممکن تھی کہ بوگی نمبر چودہ جوڑ کھُل جانے کی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہو۔ اور اگر ایسا ہو بھی گیا تھا مین لائن پر کسی بھی ٹرین سے اُس کا ٹکراؤ ہو سکتا تھا۔ اس صورت میں اس بوگی کی تباہی کے علاوہ کوئی بات ممکن نہیں تھی۔

فوری طور پر جام نگر اسٹیشن سے رابطہ قائم کیا گیا اور اُنہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ جب گاڑی وہاں سے روانہ ہوئی تھی تو بوگی نمبر چودہ اس کے ساتھ اٹیچ تھی۔ اس جواب پر ریلوے ہیڈ کوارٹر کو

اطلاع دی گئی۔ جس کے حکم پر فوری طور پر ٹرین کا عملہ معطل کر کے حراست میں لے لیا گیا۔ اور نئے عملے کے ساتھ دو گھنٹے بعد ٹرین کو آگے روانہ کر دیا گیا۔ پھر اسٹیشن پر موجود ایک انجن کو بوگی نمبر چودہ کی تلاش میں روانہ کر دیا گیا۔ انجن کے ساتھ چند اعلیٰ آفیسر تھے۔ انجن جام نگر اسٹیشن جا پہنچا مگر بوگی نمبر چودہ لائن پر کہیں نہ ملی وہاں سے پھر ریلوے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی۔

صُبح سات بجے تک اعلیٰ حکام کے علاوہ پولیس کا عملہ بھی وہاں پہنچ گیا... کیپٹن فیاض خود آیا تھا۔ تحقیقات شروع ہوئیں ..... ٹرین کے عملہ کے بیانات کے بعد بوگی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ پانچ ٹھیلے بیک وقت خام پور سے جام نگر کو روانہ ہوئے۔ جن میں سے تین پر پولیس سوار تھی۔ کیپٹن فیاض کا ٹھیلہ سب سے آگے تھا۔ تھوڑی دیر بعد سامنے سے ایک گاڑی آتی دکھائی دی تو جلدی سے ٹھیلے پٹڑی سے اُتار لئے گئے۔ ٹرین کے گزر جانے کے بعد ٹھیلے دوبارہ پٹڑی پر چڑھائے گئے اور وہ لوگ سوار ہو گئے۔ ریلوے کے مزدور ٹھیلوں کو تیزی سے آگے دھکیلنے لگے۔

جلد ہی وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ریلوے لائن کے دائیں جانب درختوں کی سبز ٹہنیاں پڑی تھیں وہ ٹہنیاں ایک دوسرے سے تقریباً چار فٹ کے فاصلے پر ایک ترتیب سے لائن سے دائیں جانب دُور تک چلی گئیں تھیں اور کہیں کہیں سے اُن ٹہنیوں پر پڑنے والی سورج کی کرنیں چمک پیدا کر رہی تھیں۔ فیاض کے اشارے پر ٹھیلے روک لئے گئے۔ وہ ٹھیلے سے کُود کر اُترا اور تیزی سے وہ شاخیں اِدھر اُدھر ہٹا دیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ سب

اُچھل پڑے۔ شاخوں کے نیچے ریلوے لائن چھپی ہوئی تھی۔

اُس لائن کی ایک پٹڑی نٹ بولٹس کے ساتھ میں لائن کی ایک پٹڑی سے جوڑی گئی تھی جبکہ دوسری پٹڑی کو مین لائن کی دوسری پٹڑی سے لگانے والا سسٹم بھی موجود تھا۔ اور چند گز کے فاصلے پر وہ آہنی پہیہ زمین میں گڑا ہوا تھا جس سے منسلک آہنی راڈ کا سرا ایک پٹڑی کے ساتھ اٹیچ تھا۔ اُسے گھمانے سے وہ لائن مین لائن سے مل جاتی تھی اور مخصوص پہیوں والی ٹرین مین لائن سے اُس لائن پر منتقل کی جا سکتی تھی۔

"کیا یہ کوئی برانچ لائن ہے ——— ؟" فیاض نے ریلوے کے ایک رکن سے پوچھا۔

"نہیں جناب ——— یہ ہم بھی پہلی بار دیکھ رہے ہیں ———" اُس کارکن نے جواب دیا۔

فیاض نے معنی خیز انداز میں سر ہلایا اور اُن لوگوں کے ساتھ اُس پٹڑی کے ساتھ ساتھ چلنے لگا جو دُور تک شاخوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ آدھا فرلانگ طے کرنے کے بعد پٹڑی گھنے جنگل میں داخل ہو گئی۔ لائن بچھانے کے لئے درخت اور جھاڑیاں کاٹ کر راستہ بنایا گیا تھا۔ مزید آدھے فرلانگ پر انہیں وہ بوگی دکھائی دی۔ وہ لوگ یکدم دوڑ پڑے۔ وہ دوڑتے ہوئے بوگی کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سب لوگ بوگی میں سوار ہو گئے مگر یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں چند عورتوں، بچّوں اور بوڑھوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ اُن کی تعداد بھی بیس پچیس سے زائد نہیں

تھی اور وہ سب بے خبر سو رہے تھے۔ بوگی میں ایک بھی جوان اور توانا مرد نہیں تھا مگر اُن کے سامان جوں کے توں موجود تھے۔ کہیں کوئی گڑبڑ یا افراتفری کا نشان تک نہ تھا۔

سوئے مسافروں کو جگانے کی کوشش کی گئی مگر وہ بے ہوش پڑے تھے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد انہیں ہوش میں لایا گیا تو وہ لوگ چیخنے چلّانے لگے۔ فیاض اور اُس کے ساتھ آنے والوں نے اُن سے حقائق معلوم کیئے اور پھر ایک مسافر نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا پرچہ نکال کر فیاض کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"جناب —— ہمیں بے ہوش کر دینے والی چائے پلانے سے قبل ایک انگریز نے یہ پرچہ میری جیب میں ڈال کر کہا تھا کہ اگر کوئی پولیس آفیسر آئے تو اُسے دے دوں ——"

فیاض نے جلدی سے پرچہ لے کر پڑھا اور دوسرے ہی لمحے چونک پڑا۔ وہ پرچہ اُسی کے نام تحریر کیا گیا تھا۔

"سوپر فیاض —— مجھے اس حادثے پر دلی افسوس ہے مگر مجبوری تھی۔ میری تلاش میں وقت ضائع نہ کرنا —— کیونکہ میں اب عمران سے شیطان بن چکا ہوں ——"

—— تمہارا دوست: علی عمران عرف شیطان۔

وہ تحریر اور اُس کے نیچے عمران کا نام پڑھ کر فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ......

ہوش میں آنے پر اُس نے خود کو ایک آراستہ کمرے میں شاندار بیڈ پر لیٹے پایا۔ وہ ذہن پر زور دینے لگی کہ یہاں کب اور کیسے پہنچی۔ پھر جونہی اُسے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات یاد آئے، وہ اُچھل کر بستر سے اُتر گئی۔ اُس کی یادداشت میں وہ ہاتھ محفوظ تھا جو اُس کے منہ پر جم گیا تھا اور پھر وہ بے ہوش ہوتی چلی گئی تھی۔ یقیناً اُس ہاتھ میں کلوروفارم میں بھیگا ہوا رومال تھا۔

مگر اس کمرے میں وہ تنہا تھی۔ کمرے کا واحد دروازہ بند تھا۔ دائیں جانب میز پر ٹیلیفون پڑا تھا۔ وہیں قریب ہی دو کرسیاں رکھیں تھیں... جولیا نے کلائی پر بندھی واچ پر نظر ڈالی اور چونک پڑی۔ صبح کے نو بجے تھے۔ گویا وہ ساری رات بے ہوش رہی تھی۔ کمرے کے ایک کونے میں ٹائیلٹ بنا ہوا تھا۔ کچھ سوچ کر وہ ٹائیلٹ میں داخل ہوئی۔ ہاتھ منہ دھویا اور باہر آگئی۔ پھر وہ سوچنے لگی کہ ایکسٹو کو اپنے اغواء کی خبر دے یا پہلے اچھی طرح وہاں کے حالات سے واقفیت پیدا کرے۔ اس کمرے میں ہر سہولت موجود تھی مگر پھر بھی اُس کی حیثیت قیدی کی تھی کیونکہ کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا

آخر اُس نے ایکسٹو کو رپورٹ کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

پنڈلی کا زخم تکلیف دے رہا تھا مگر تکلیف قابلِ برداشت تھی۔ وہ لنگڑاتی ہوئی فون کے قریب آئی۔ ریسور اُٹھاتے ہی اُسے خیال آیا کہ کہیں کمرے میں کوئی ڈکٹا فون پوشیدہ نہ ہو۔ اُس نے فوراً ریسور واپس رکھ دیا۔ وہ مڑ کر دروازے کے پاس آئی اور جھک کر کی ہول سے باہر جھانکا اور فوراً ہی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اُس کی پیشانی خوف کے مارے عرق آلود ہو گئی تھی۔ کمرے کے باہر ایک انسانی ڈھانچہ پڑا تھا جس کا گوشت کیڑے مکوڑے کھا چکے تھے اور اب بھی کہیں کہیں کیڑے چمٹے ہوئے تھے۔

چند لمحوں بعد جولیا کے حواس بجا ہوئے تو وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی کہ یہ اُسے ہراساں کرنے کی کوشش ہے۔ یقیناً اُن لوگوں نے اُسے کسی خاص مقصد کے لئے اغواء کیا تھا۔ وہ مقصد کیا ہو سکتا تھا؟ یہ معلوم کرنا باقی تھا۔ کچھ سوچ کر اُس نے دروازے پر دستک دی اور انتظار کرنے لگی۔

ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا... جولیا نے اُس کے عقب میں جھانکا اور چونک پڑی۔ باہر اب ڈھانچے کا نام و نشان تک نہ تھا۔

”وہ ــــــ وہ ڈھانچا کہاں گیا ــــــ؟“ جولیا نے بوکھلا کر پوچھا۔

”کون سا ڈھانچہ مس جولیا ــــــ“ نقاب پوش نے حیرت سے کہا۔

"جو چند لمحے پہلے راہداری میں موجود تھا ——" جولیا بولی۔

"اوہ ——" نقاب پوش ہنس پڑا۔" یقیناً آپ نے کوئی خواب دیکھا ہے —— آپ باہر آکر اپنی تسلی کر سکتی ہیں۔ میں نے پچھلے تین ماہ سے ڈھانچہ تو کیا اُس کی ہڈی تک نہیں دیکھی ——"

"ہوں —— مگر تم کون ہو ——؟" جولیا نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ کا خادم ——" وہ سر جھکا کر مودبانہ لہجے میں بولا... "حکم فرمائیں ——"

اور جولیا سٹپٹا کر رہ گئی.... چند لمحوں بعد بولی۔" یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے ——؟"

"میں نہیں جانتا ——" وہ بولا" میرا کام یہاں آئے ہوئے مہمانوں کی خدمت کرنا ہے اور بس ——"

"مگر یہ جگہ کہاں پر واقع ہے ——؟" جولیا غرا کر بولی۔

"افسوس کہ یہ بھی نہیں جانتا —— جب سے اغوا کر کے لایا گیا ہوں، اس عمارت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ملی نہ ہی کوشش کی ہے...." اُس نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔

"اچھا —— تمہارا باس کہاں ہے ——؟" جولیا نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ——" نقاب پوش نے جواباً کہا۔

"مجھے اُس کے پاس لے چلو —— میں اُسی سے سوال کروں گی"

جولیا نے کہا۔

"آیئے ———" اُس نے مؤدب انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا....

جولیا باہر راہداری میں نکل آئی ——— خلافِ توقع نقاب پوش نے ریوالور یا کوئی اور اسلحہ نکالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ جولیا سوچنے لگی کہ اگر وہ یہاں قیدی ہے تو اُس کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے۔ ڈھانچے کے بارے میں اب بھی اُس کا یہی خیال تھا کہ اُسے ڈرانے کے لئے ڈھانچہ وہاں رکھا گیا تھا مگر دستک دیتے ہی ڈھانچہ وہاں سے ہٹا لیا گیا تھا۔

راہداری کافی لمبی تھی اور اُس میں متعدد کمرے نظر آ رہے تھے۔ نقاب پوش اُس کے آگے چل رہا تھا۔ جولیا چاہتی تو اُس پر حملہ کر سکتی تھی یا اُس کی کمر سے بندھے ہولسٹر میں نظر آنے والے ریوالور پر ہاتھ ڈال سکتی تھی۔ مگر اُس نے ایسا نہ کیا۔ وہ پہلے ان لوگوں کے مقاصد اور اس عمارت سے واقف ہونا چاہتی تھی۔ نقاب پوش ایک کمرے کے دروازے پر رُکا.... اور دستک دی...

"آ جاؤ ———" اندر سے غراہٹ آمیز آواز بلند ہوئی۔

نقاب پوش نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ اور اندر داخل ہوا... جولیا بھی اندر آ گئی۔ سامنے ہی ایک میز کے پیچھے بھاری کندھوں والا ایک نقاب پوش بیٹھا جولیا کو گھور رہا تھا۔

"کیا بات ہے نمبر تھرٹی ———؟" اُس نے پوچھا۔

"جناب ــــــ مس جولیا باس سے ملنا چاہتی ہیں ــــــ" جولیا کے ساتھ آنیوالے نے بتایا۔

"ٹھیک ہے ــــــ اسے میٹنگ ہال میں لیجاؤ ــــــ میں باس کو اطلاع کرتا ہوں ــــــ" اُس نے کہا۔

نقاب پوش نمبر تھرٹی نے مڑ کر جولیا کو باہر چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی باہر نکل آیا۔ باہر آکر وہ راہداری میں مزید آگے بڑھنے لگے۔ پھر وہاں سے پانچویں دروازے میں وہ داخل ہوئے تھے۔ وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی سامنے والی دیوار میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ نمبر تھرٹی نے اُس دروازے پر دستک دی اور دروازہ کھل گیا۔ دوسری جانب ایک وسیع ہال تھا۔ دروازے پر ایک نقاب پوش اسٹین گن تھامے موجود تھا۔

"انہوں نے باس سے ملاقات کرنی ہے ــــــ انہیں اندر بٹھا دو"
نمبر تھرٹی نے گن بردار سے کہا۔

اور جولیا کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ جولیا اندر آئی تو گن بردار نے دروازہ بولٹ کر دیا اور جولیا کو وہاں پڑی کرسیوں پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ جولیا کرسی پر بیٹھ گئی۔ میز کی دوسری جانب ایک ریوالونگ چیئر رکھی تھی اور اُس کے پیچھے ایک دروازے پر پردہ لٹک رہا تھا۔ دروازے کے دائیں بائیں دو گن بردار مستعد کھڑے تھے ــــــ وہ بھی سیاہ نقابوں میں تھے۔

ابھی جولیا کو بیٹھے ایک منٹ بھی نہ گزرا تھا کہ دروازے پر پڑا

ہوا پردہ ہٹا کر ایک سیاہ پوش اندر داخل ہوا۔ اُس کے ہال میں قدم رکھتے ہی ہال کے داخلی دروازے پر کھڑے گن بردار نے نعرہ لگایا۔

"موت کا فرشتہ ——"

"عظیم ترین ہے ——" باقی دو نے بلند آواز سے جواباً کہا۔

جولیا سیاہ پوش کو گھور رہی تھی جو اُن لوگوں کا باس ہی تھا... وہ باوقار انداز میں چلتا ہوا گھومنے والی کرسی کے قریب آیا اور بیٹھ گیا۔ اُس کی نقاب سے جھانکتی نگاہیں جولیا پر مرکوز تھیں۔

"میں جولیانا ——" دفعتاً اُس نے جولیا کو مخاطب کیا۔

اور اُس کی آواز سُن کر جولیا حیرت کے مارے اُچھل پڑی اور اُس کی آنکھیں شدّتِ حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔



کیپٹن باہر حیرت سے سوچ رہا تھا کہ وہ زندہ کیوں ہے۔ اُسے تو اس وقت عالمِ ارواح میں ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت وہ جس کمرے میں تھا وہ فرنیچر، کھڑکیوں، دروازوں اور روشندان سے محروم تھا۔ دیواریں سپاٹ تھیں اور چھت بھی پختہ تھی۔ چھت میں ہی وہ بلب جل رہا تھا جو چند لمحے پہلے ہوش میں آنے پر سب سے پہلے دکھائی دیا تھا۔ اُسے گزرے واقعات یاد تھے ——— عمران نے سفید فام اور اُس کے ساتھی سیاہ فام ٹائیگر کو حکم دیا تھا کہ اُسے باندھ کر کھڑکی کے باہر عقبی گلی میں پھینک دیا جائے اور اُس نے ہنگامہ کر کے کمرے کا ٹیوب راڈ بلاسٹ کر ڈالا تھا تاکہ اندھیرے میں وہاں سے نکل جائے مگر عمران نے اُسے شاید دیکھ لیا تھا اور اُسے جھانسہ دیکر اُس پر حملہ کر دیا تھا ——— آخری بات جو کیپٹن باہر کو یاد رہ گئی تھی وہ عمران کا اُس کی کنپٹی پر پڑنے والا گھونسہ تھا۔ اس کے بعد اُسے کوئی ہوش نہ رہا تھا مگر بے ہوش ہونے سے قبل اُس نے یہ ضرور سوچا تھا کہ اُسے اب تیسری منزل سے نیچے گرا دیا جائے گا اور اُس کی آنکھ دوسری دُنیا میں ہی کھلے گی۔

مگر اُسے اس کمرے میں ہوش آیا تھا جو دوسری دُنیا کی بجائے اسی دنیا کی کسی عمارت کا حصّہ معلوم ہوتا تھا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اُس نے اُٹھ کر دیواروں کا جائزہ لیا۔ دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ کہیں کوئی جوڑ یا جھری نظر نہیں آ رہی تھی۔ مایوس ہو کر اُس نے سوچا کہ ایکسٹو کو رپورٹ کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اُس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں کامیاب بھی ہوا۔

"یس کیپٹن ـــــ ایکسٹو اٹنڈنگ ـــــ کیا رپورٹ ہے ـــــ"

چند لمحوں بعد ایکسٹو کی آواز سنائی دی تھی۔

کیپٹن بابر نے رپورٹ دی ـــــ آخر میں اس کمرے کا ذکر کیا جس میں وہ بند تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران ہی تھا ـــــ؟" دوسری جانب سے ایکسٹو نے پوچھا۔

"جی، ہی ہاں جناب ـــــ میں قسم کھانے کو تیار ہوں ـــــ"

کیپٹن بابر نے جلدی سے کہا۔ "آواز بھی وہی اور شکل بھی وہی تھی۔ میک اپ میں وہ ہوتے تو میں ضرور محسوس کرتا۔"

"کیا اُس نے کوئی احمقانہ بات یا حرکت کی تھی ـــــ؟" ایکسٹو نے سوال کیا...

"نہیں جناب ـــــ سچویشن ایسی نہیں تھی ـــــ ویسے بھی انہوں نے مجھے نہیں پہچانا تھا ورنہ شاید کوئی نہ کوئی حماقت ضرور کرتے، سفید فام اور

اُس کا ساتھی ٹائیگر عمران صاحب کا حکم مان رہے تھے۔ شاید وہ اُن کے ماتحت تھے ــــــ"

"ہوں ــــــ" ایکسٹو کی طویل سانس سُنائی دی۔" یہ گروہ کافی خطرناک معلوم ہوتا تھا کیپٹن ــــــ اور شاید اُن کے مقاصد بھی خطرناک ہوں گے۔ تم اتفاق سے وہاں پہنچ ہی گئے ہو تو آنکھیں اور کان کھُلے رکھنا اور جب بھی کوئی کام کی بات معلوم ہو مجھے اطلاع کر دینا ــــــ میرا مطلب سمجھ گئے ہو نا ــــــ؟"

"یس سر ــــــ" کیپٹن بابر نے مستعدی سے کہا۔" مگر عمران صاحب ــــــ"

"اُس کی پرواہ مت کرو ــــــ اگر وہ اُن لوگوں کا ساتھی ہے تو میں اُسے سلاخوں کے پیچھے ضرور پہنچاؤں گا ــــــ" ایکسٹو نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔" اور پھر اُس نے جولیا کے ساتھ جو توہین آمیز سلوک کیا ہے اُس کا بھی اُس سے انتقام لینا ہے۔ اگر تمہیں وہ وہاں دکھائی دے تو اُس تک میرا یہ پیغام ضرور پہنچا دینا کہ وہ غیر ملکیوں کا ساتھ دے کر اپنے لئے تباہی کا سامان پیدا کر رہا ہے ــــــ"

"بہت بہتر جناب ــــــ" کیپٹن بابر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بس ــــــ ہوشیاری سے کام کرنا ــــــ اوور اینڈ آل" ایکسٹو نے آخری الفاظ کہے۔

اور اُس کی آواز آنا بند ہو گئی۔ تب کیپٹن بابر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن اندر کی طرف دبایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر اُسے سگریٹ کا خیال آیا۔ اُس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ سگریٹ پورا اور سیل بند پیکٹ تھا جبکہ اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ سفید فام اور اُس کے ساتھی کے تعاقب کے دوران جب اُس نے سگریٹ سلگایا تھا تو پیکٹ میں صرف چار سگریٹ ہی بچے تھے بہر حال یہ عمران کی عنایت ہو سکتی تھی یا مجرموں کا حُسنِ ظن کہ انہوں نے ان کی سگریٹ نوشی کا لحاظ کرتے ہوئے اُس کی جیب میں بھرا ہوا پیکٹ ڈال دیا تھا۔ جیب میں اُس کا سگریٹ لائٹر نہیں تھا البتہ ماچس موجود تھی جس کا مطلب تھا کہ اُن لوگوں نے لائٹر کو اپنے لئے خطرناک سمجھا تھا اور وہ نکال کر جیب میں ماچس ڈال دی گئی تھی۔

اُس نے سگریٹ سلگایا اور اُن لوگوں کے بارے میں سوچتا ہوا کش لگانے لگا۔ اس وقت دن کے گیارہ بجے تھے۔ لیکن کہیں سے بھی کوئی ایسی آواز نہیں آ رہی تھی جس سے پتہ چلتا کہ وہاں آبادی ہے یا لوگ جاگ رہے ہیں۔ نجانے وہ کمرہ کس مقام پر واقع تھا اور کسی تہہ خانے میں تھا یا سطح زمین پر۔

تقریباً آدھا گھنٹہ یوں ہی گزر گیا۔ تھک کر وہ فرش پر بیٹھ گیا مگر پھر بلبلا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ کیونکہ اُس کے بیٹھتے ہی فرش میں زلزلہ سا آ گیا تھا مگر یہ کیفیت ایک دو لمحے ہی رہی تھی۔ اس کے بعد فرش دوبارہ ساکت ہو گیا تھا۔ کیپٹن بابر نے سنبھل کر دیواروں پر نظر ڈالی تو حیرت سے

اُچھل پڑا۔ کیونکہ دیواریں تیزی سے نیچے جا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے فرش اور چھت اوپر کی جانب سفر کر رہے ہوں۔

ابھی کیپٹن بابر یہی سوچ رہا تھا کہ اُس فرش کو لفٹ کا نام دے یا متحرک پلیٹ فارم کہے کہ دیواریں چلنا بند ہوگئیں۔ مگر کیپٹن بابر ایک بار پھر چونک پڑا۔ اب دیوار میں دائیں جانب ایک بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ اُس کے کچھ سوچنے سے قبل ہی دروازہ کھُل گیا اور دو نقاب پوش دکھائی دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

"باہر آجاؤ کیپٹن بابر ــــــــ" ان میں سے ایک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم لوگ اور یہ کون سی جگہ ہے ــــــــ؟" کیپٹن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"آہستہ بولو کیپٹن ــــــــ ورنہ زبان کھینچ دی جائے گی ــــــــ" وہ آدمی غرایا۔ "تم یہاں قیدی ہو مگر ایسے لہجے میں بات کر کے ہمیں مجبور نہ کرو کہ ہم تم سے قیدیوں والا سلوک کریں یا تمہیں ایک ہی برسٹ میں بھون ڈالیں ــــــــ یاد رکھو یہاں موت کا فرشتہ حاکم ہے ــــــــ"

"کون موت کا فرشتہ ــــــــ؟" کیپٹن نے بظاہر جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہمارا باس ــــــــ مگر اب تم باہر آجاؤ ــــــــ" دوسرے نے تیز لہجے میں کہا۔

کیپٹن نے فی الحال اُن سے اُلجھنا مناسب نہ سمجھا ـــــ بہر حال ایک کام کی بات معلوم ہو گئی تھی کہ اُن کا باس موت کا فرشتہ کہلاتا تھا چاہے حقیقت میں وہ کوئی چڑی مار ہی کیوں نہ ہو ـــــ وہ لفٹ نما کمرے سے باہر نکل آیا۔ اُن دونوں نے اُسے گنوں سے کور کیا اور راہداری میں ایک سمت بڑھنے لگے۔ وہ دونوں نقاب پوش اُس سے ایک قدم پیچھے چل رہے تھے اور اُنکی اسٹین گنوں کی نالیں کیپٹن بابر کی کمر کو چھو رہی تھیں۔ گویا وہ کیپٹن کی کسی بھی غلط حرکت پر بیسیوں گولیاں اُس کے جسم میں اُتارنے کے لئے تیار تھے۔

چند لمحوں بعد وہ ایک دروازے پر رُکے۔ ایک آدمی نے دستک دی۔ دو تین لمحوں بعد اندر سے دروازہ کھولا گیا۔ وہ دونوں نقاب پوش کیپٹن بابر کو لئے کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں میز کے پیچھے بھاری شانوں والا ایک نقاب پوش بیٹھا تھا جبکہ ایک نقاب پوش لڑکی دروازے کے پاس کھڑی تھی۔ شاید اُسی نے دروازہ کھولا تھا۔

"کیپٹن بابر ـــــ" سامنے بیٹھے نقاب پوش نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ "تمہیں یہاں کسی قسم کا خوف محسوس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ تم آج سے ہمارے ساتھی ہو ـــــ"

"وہ کس طرح ـــــ" کیپٹن نے چونک کر پوچھا۔ "تم کون ہو ـــــ؟"

"تمہارے سوال کا جواب تمہیں جلد ہی ملجائے گا ـــــ پہلے تم خود کو آپریشن کے لئے تیار کر لو ـــــ" نقاب پوش بولا۔

"آپریشن ــــــ"، کیپٹن بابر نے اُلجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــــ آپریشن کے بعد تم سب کچھ جان جاؤ گے اور یہ بھول جاؤ گے کہ تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو ــــــ" اُس نے کہا۔ "آپریشن خطرناک نہیں ہے ــــــ مگر وقت کافی خرچ ہوتا ہے ــــــ"

"مگر میں نہ کوئی آپریشن کراؤں گا نہ تمھارا ساتھی بنوں گا ــــــ" کیپٹن نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو ــــــ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔ وہی ہوگا جو میں چاہوں گا ــــــ" بھاری کندھوں والا غرایا۔

پھر اسٹین گن بر داروں سے بولا۔

"لے جاؤ اسے آپریشن تھیٹر میں ــــــ وہاں سب کام تیار ہے ــــــ موت کا فرشتہ اسے اپنے گروہ میں شامل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے ــــــ"

"تم .... تو تم ہو موت کے فرشتے ــــــ" کیپٹن نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں ــــــ میں اُس کا معاون ہوں ــــــ وہ ہمارا باس ہے ــــــ" نقاب پوش نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"مگر وہ مجھے گروہ میں کیوں شامل کرنا چاہتا ہے ــــــ"

"وہ ذہین افراد کی قدر کرتا ہے ــــــ اور تم جیسے بہادروں کو اپنے گروہ میں شامل کر کے اُن کی صلاحیتوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

یقین کرو تمہیں یہاں وہ سب کچھ حاصل ہوگا جس کا تم صرف تصور ہی کر سکتے ہو ــــــ"

کیپٹن بابر اُس کی تبلیغ سے متاثر ہوئے بغیر بولا " دیکھوں گا ــــــ فی الحال تو کوئی ارادہ نہیں ــــــ"

اُس کے خشک جواب پر وہ آدمی چڑچڑا ہو گیا اور اسٹین گن برداروں کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دھاڑا۔

" لیجاؤ اسے ــــــ کہیں میں غصّے میں آکر اسے گولی نہ مار دوں ــــــ"

" چلو ــــــ" ایک آدمی نے کیپٹن کا کالر پکڑ کر اُسے دروازے کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

کیپٹن مسکرایا اور مڑ کر باہر نکل آیا۔ وہ دونوں اُسے گنوں کی زد میں لیکر آگے بڑھنے لگے ــــــ کیپٹن بابر چاہتا تو ان دونوں سے یہیں نپٹ سکتا تھا مگر ایکسٹو نے اُسے معلومات حاصل کرنے کی ہدایت کی تھی اور پھر وہ خود بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ آپریشن روم میں کیا ہے۔ ممکن ہے وہاں اس گروہ کے سربراہ موت کے فرشتے سے ملاقات ہو جائے۔ وہ خاموشی سے اُن کے ساتھ چلتا رہا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ مگر وہ کمرہ کسی طرح بھی آپریشن روم معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اُس کمرے میں کوئی نہ تھا۔ ایک گن بردار نے آگے بڑھ کر سامنے والی دیوار پر لگا ننھا سا بٹن پُش کیا۔ دوسرے ہی

لمحے دیوار کا ایک حصہ دائیں جانب کھسکتا چلا گیا۔ اور وہاں ایک دروازہ بن گیا۔ دوسری جانب نیچے جانے کے لئے زینے تھے۔ زینے اُتر کر وہ لوگ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ تہہ خانے میں دو بڑے بڑے کمرے تھے۔ وہ ایک کمرے کے دروازے پر رُکے۔ ایک نقاب پوش نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور دوسرے کے اشارے پر کیپٹن بابر اندر داخل ہو گیا مگر سامنے ہی ایک لمبی آپریشن ٹیبل پر پڑے جسم کو دیکھ کر کیپٹن بابر کو شدید جھٹکا لگا۔

ٹرین کے مسافروں کا اغواء کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی تھی۔ اور خدشہ تھا کہ اس واقعہ کے بعد لوگ ٹرین کا سفر ترک کر دیں گے۔ یہ اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ تھا کہ ایک بوگی کو چلتی ٹرین سے علیحدہ کر کے عارضی پٹڑی کے ذریعے جنگل میں لیجایا گیا اور تمام نوجوان و توانا مردوں کو اغوا کر کے باقی مسافروں کو بے ہوش کر دیا گیا تھا۔

بلیک زیرو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے اور اُسے اُس کے خلاف کیا ایکشن لینا چاہیئے۔ حالانکہ وہ جولیا اور کیپٹن بابر سے عمران کے خلاف بہت کچھ کہہ چکا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ پوری سیکرٹ سروس مل کر بھی عمران کو گرفتار نہیں کر سکے گی۔ پھر اصل ایکسٹو تو عمران ہی تھا اور یہی بات اُس کی سمجھ سے بالاتر تھی کہ عمران ایسے واقعات میں کیوں نظر آ رہا ہے، اور اُس کے مقاصد کیا ہیں۔ کیا وہ حقیقتاً کسی مجرم گروہ میں شامل ہو گیا ہے یا محض ڈرامہ ہے۔ اگر محض ڈرامہ ہے تو عمران نے اُسے اِس سے آگاہ کیوں نہیں کیا۔ یہ تو ناممکن ہے کہ ایک جانب وہ مجرمانہ کارروائیاں کرتا اور دوسری طرف بدستور چیف آف

سیکرٹ سروس رہتا۔

بلیک زیرو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا۔ عمران نے جولیا کو ہلاک کرنے کے لیئے اُس پر اسٹین گن سے فائرنگ کی تھی۔ پھر کیپٹن بابر کو بھی اغوا کیا تھا۔ آخر وہ چاہتا کیا تھا۔ اُس نے جولیا اور کیپٹن بابر کو پہچاننے سے انکار کیوں کیا تھا اور اپنا نام شیطان کیوں رکھ لیا تھا؟

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اُس کی سوچ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگاتا ہوا ڈھیٹ پن میں بولا۔

"ہیلو ——— ایکسٹو اسپیکنگ ———"

"سرسلطان بول رہا ہوں طاہر بیٹے ———" سرسلطان کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— فرمائیے جناب ———" بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"تم نے ٹرین کے مسافروں کے اغوا کے بارے میں تو سُن لیا ہو گا ———" سرسلطان نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— کوئی خاص بات ———؟" وہ قدرے حیرت سے بولا۔

"ہاں ——— اور اُس بات کی ابھی تک پریس کو اطلاع نہیں دی گئی ———" سرسلطان کی آواز آئی۔ "کیپٹن فیاض کو ایک مسافر نے ایک رقعہ دیا تھا جو اغوا کنندگان نے اُس مسافر کو بے ہوش کرنے سے پہلے اُس کی جیب میں ڈال کر ہدایت کی تھی کہ وہ رقعہ فیاض ہی کو دیا جائے۔ اُس رقعہ میں

عمران نے فیاض کو لکھا تھا کہ وہ عمران سے شیطان بن چکا ہے اور اُسے تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کیا جائے ——"

"اوہ ——" بلیک زیرو پھر چونک پڑا۔

"نیچے عمران نے اپنا نام اور دستخط کئے تھے۔ جو اُس کے ہی ہیں اور ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹوں نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ وہ عمران کی ہی تحریر ہے۔ فیاض نے وہ رقعہ سر رحمٰن کے حوالے کر دیا اور کچھ دیر پہلے انہوں نے مجھے فون پر اس کی اطلاع دی تھی —— اب تم بتاؤ میں اُسے کیا جواب دوں ——"

بلیک زیرو سوچنے لگا کہ انہیں کیا جواب دے جبکہ وہ خود بھی ابھی کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔ آخر وہ بولا۔

"آپ کو یہ سن کر مزید حیرت ہو گی کہ عمران صاحب نے جولیا پر گولی چلائی تھی۔ اور کیپٹن بابر کو بھی انہوں نے اغوا کر لیا ہے۔ وہ کسی مجرم گروہ کے ساتھی بن چکے ہیں —— اب آپ فرمائیں کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیئے ——؟"

"یک نہ شد دو شد ——" سر سلطان کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ "گویا مسافروں کے اغوا میں واقعی اُس کا ہاتھ تھا ——؟"

"بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے ——" بلیک زیرو نے محتاط لہجے میں کہا۔

"اب میں ایکسٹو کی جانب سے رحمٰن کو کیا جواب دونگا ——؟"

سر سلطان کے لہجے سے شدید پریشانی ٹپک رہی تھی۔

"آپ انہیں کہدیں کہ عمران سیکرٹ سروس کا باقاعدہ رکن نہیں ہے اور اُس کے کسی قول و فعل کی ذمہ داری سیکرٹ سروس یا اُس کے سربراہ پر عائد نہیں کی جا سکتی ــــــ"

"ہاں ــــــ اب تو یہی کہنا پڑے گا ــــــ" سر سلطان نے طویل سانس لیکر کہا۔ "مگر تم کیا کر رہے ہو ــــــ؟"

"اب کرنے کا ارادہ ہے ــــــ" بلیک زیرو سوچتا ہوا بولا "جلد ہی آپ کو بتا دوں گا ــــــ"

"اچھا ــــــ خدا حافظ ــــــ" سر سلطان کے لہجے میں مایوسی تھی۔

بلیک زیرو رسیور رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اسی لمحے اُس کی کلائی پر بندھی واچ ٹرانسمیٹر کا مخصوص ہندسہ سپارک کرنے لگا ــــــ اُس نے چونکتے واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچ ڈالا۔

"ہیلو چیف ــــــ چوہان کالنگ اوور ــــــ" واچ سے آواز آنے لگی۔

"یس چوہان ــــــ ایکسٹو دس اینڈ اوور ــــــ" بلیک زیرو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر ــــــ میں ایک غیر ملکی جوڑے کا تعاقب کر رہا ہوں۔ انہوں نے ہوٹل امپریل میں چائے پینے کے دوران مختصر سی گفتگو میں عمران، اور موت کا فرشتہ کا نام لیا تھا۔ لڑکی نے مرد کو براؤن کے نام

سے مخاطب کیا تھا۔ اب اُن کی کار شاہراہ اعظم پر دوڑ رہی ہے اور میں اپنی کار میں اُن کا تعاقب کر رہا ہوں۔ کار کا نمبر ایف اے تھرٹی الیون یعنی تین زیرو ایک ایک ہے۔ رنگ نیلا، سکسٹی نائین ماڈل کی ٹیوٹا کرولا ــــــ"

"گڈ ــــــ" بلیک زیرو اُس کی تفصیل سُن کر بولا۔ "میں خود ہی آ رہا ہوں ــــــ اُسے گھیر کر پکڑنا ہے۔ ٹرانسمیٹر آن ہی رکھنا۔ وہ کسی طرف مڑیں تو فوراً اطلاع دینا ــــــ"

بلیک زیرو نے واچ کا ونڈ بٹن اندر کو دبایا اور جیب میں ریوالور کی موجودگی محسوس کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ اس وقت رات کے آٹھ بجے تھے۔ کیپٹن بابر نے آخری رپورٹ صبح گیارہ بجے دی تھی اور بلیک زیرو کو اس کی دوسری رپورٹ کا شدّت سے انتظار تھا۔ وہ مجرموں کی قید میں تھا اس لیے بلیک زیرو نے خود اسے کال کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ کہیں اُس کے پاس ٹرانسمیٹر چیک نہ کر لیا جائے۔

باہر آ کر اُس نے کمپاؤنڈ میں جوزف کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور خود کار میں بیٹھ کر چل دیا۔ شاہراہ اعظم کی طرف ڈرائیونگ کرتے ہوئے اُس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور چوہان سے گائیڈلنس مانگی۔

"وہ چوک پر سے ملت روڈ پر مڑ رہی ہے ــــــ" چوہان نے بتایا....

اور بلیک زیرو نے واچ ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے رفتار میں اضافہ کر دیا ــــــ شاہراہ اعظم پر پہنچنے میں اُسے سات منٹ لگے۔ اگلے چوک

ہے ۔ اور آپ بہت بہتر سمجھتے ہیں کہ ایک طوائف کے رہنے کی جگہ کبھی پاک نہیں رہتی ۔ موون گرلز کالج کی نوّے فیصد طالبات کو زبردستی عصمت فروش بنادیا گیا ہے ۔ اور کئی پیشہ ور طوائف بھی ان میں شامل ہیں۔ نیلم بائی در پردہ کالج کی پرنسپل ہے ۔ اور اس نے مجھے اپنی خفیہ خادماؤں میں رکھا ہے ۔ البتہ میں نے اس کے سامنے اپنے آپ کو بیوہ ظاہر کیا تھا ۔ مجھ پر اس کو مکمل اعتماد ہو گیا ۔ کالج کے اندر باہر سے لڑکیوں کو اغواہ کر کے لایا جاتا ہے اور ان کی وڈیو بنا کر مارکیٹ میں سپلائی کی جاتی ہے ۔ ان طوائفوں میں چند ایسی بھی ہیں جو باہر جا کر شریف بن کر معصوم نوجوانوں کو پھانس کر لاتی ہیں ۔ ان میں نیلم بائی کی بیٹی شاہدہ قابلِ ذکر ہے میں نے ایک دن موقع پا کر نیلم بائی کے کمرے کی تلاشی لی اور وہاں سے اس کی ڈائری لے آئی ہوں ۔ اس میں اس نے اپنی مکمل داستان لکھی ہے ۔ یہ پیدائشی طوائف نہیں ہے بلکہ اسے جوانی میں کسی نوجوان سے محبت ہو گئی تھی ۔ اور وہ اس نوجوان کے ساتھ اپنے گھر سے فرار ہو گئی تھی ۔ پھر وہ نوجوان بھی ایک اسٹیج پر آ کر اس کا رس چوس کر کہیں بھاگ گیا ۔ اور پھر وہ زمانے کی اس

روش پر چل نکلی جہاں سے دولت ملتی ہے عزت نہیں۔ اس کی ایک ناجائز اولاد شاہدہ پیدا ہوئی۔ اُس کے بعد ایک بیٹا بھی ہوا وہ بھی ناجائز تھا۔ اور پھر اُس نے اُن کی پرورش کی اور اپنے اندر ایک انتقام کی آگ جلالی۔ اور اس وقت وہ اپنی تباہی کا انتقام زمانے سے لے رہی ہے۔ اِس مُلک کی نسل سے لے رہی ہے۔ سر کالج کی ایک نائٹ شفٹ بھی چلتی ہے جس میں وہ طالبات آتی ہیں جو عصمت فروش بنادی گئی ہیں۔ اور حسن پرست حضرات بھی اپنی شیطانی ہوس پوری کرنے آتے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے سر، سلطانہ کو بھی ان ہی کے آدمیوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور ناصرہ کے پیچھے بھی جو افراد لگے تھے وہ بھی نیلم بائی کے آدمی ہوں گے۔

کیوں کہ میں نے کئی بار نیلم بائی کے منہ سے یہ جملہ نکلتے سُنا ہے کہ " سلطانہ ہمارے لئے خطرہ نہ بن جائے۔ ناصرہ کو تو کسی نے ختم کر دیا تھا۔ البتہ اُس کا سُراغ نہ لگ سکا۔ اب میری وہاں تلاش شروع ہو گئی ہو گی۔
جولیا اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔

" ویری گڈ۔ کافی معلومات اکٹھی کرلی تم نے۔"
ایکسٹو کے تعریف کرنے پر اُس کا سر فخر سے اُونچا ہو گیا۔

سے اُس نے کار ملت روڈ پر موڑ دی۔ وہ سڑک پہاڑیوں کی جانب جاتی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اُس غیر ملکی جوڑے کو گرفتار کر لیا جائے تو شاید کارآمد معلومات حاصل ہو جائیں۔ پہاڑیوں میں انہیں گھیرنا کچھ مشکل نہ تھا۔

پہاڑی علاقہ شروع ہوتے ہی اُس نے ایک بار پھر واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے چوہان کو کال کیا۔

"ہیلو چوہان ــــــ ایکسٹو بول رہا ہوں کیا پوزیشن ہے ــــــ"

لیکن جواب نہ ملا... ایک منٹ گزر گیا اور رابطہ قائم نہ ہو سکا تو... بلیک زیرو تشویش میں مبتلا ہو گیا۔ اُس نے رفتار بڑھا دی۔ سڑک بل کھاتی ہوئی بتدریج بلندی کی جانب چلی گئی تھی۔ دفعتاً بلیک زیرو کو دُور سے شعلے رقص کرتے دکھائی دیے اور وہ چونک پڑا۔ جلد ہی وہ شعلوں کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ شعلے پہاڑی سڑک کے دائیں جانب گہرائی سے بلند ہو رہے تھے۔ اُس نے جلدی سے کار روکی اور اُتر کر سڑک کے کنارے سے نیچے نظر ڈالی مگر دوسرے ہی لمحے وہ سٹپٹا گیا۔

تیسری بار گھنٹی بجانے پر دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک غضبناک چہرہ دکھائی دیا مگر فیاض پر نظر پڑتے ہی اُس چہرے کی غضبناکی دور ہوتی چلی گئی اور تیور نرمی اختیار کر گئے۔ وہ چہرہ سلیمان کا ہی تھا جو اب بھیگی بلّی بنا کھڑا تھا۔ کیونکہ فیاض اُسے تیز نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ وہ سلیمان کے تیور نرم پڑتے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران وہاں نہیں ہے ورنہ عمران کی موجودگی میں سلیمان شیر ہو جایا کرتا تھا۔

"ہٹو آگے سے ——" فیاض غرایا۔

اور سلیمان جلدی سے ایک جانب ہو گیا۔ فیاض اکڑتا ہوا اندر داخل ہوا کیونکہ اُس کی جیب میں عمران کے وارنٹ گرفتاری تھے۔ اندر آ کر اُس نے دونوں کمروں کا جائزہ لیا۔ تیسرا کمرہ جس میں عمران بحیثیت ایکسٹو فون استعمال کرتا تھا اور اُس کے نمبر ڈائریکٹری میں موجود نہیں تھے، مقفل تھا۔ عمران کی غیر موجودگی میں وہ مقفل ہی رہتا تھا۔

"عمران کہاں ہے ——؟" فیاض نے سلیمان سے سوال کیا۔

"وہ —— وہ تو چلے گئے تھے ——؟" سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"کہاں ــــــ کب ــــــ؟" فیاض چونک کر بولا۔

"حج پر ــــــ پچھلے ماہ ــــــ" سلیمان نے سکون سے جواب دیا...

"اب بقر عید کے بعد ہی لوٹیں گے ــــــ"

"بکواس بند کرو ــــــ" فیاض غرایا۔ "میں مذاق برداشت نہیں کر سکتا ــــــ"

"تو پھر آپ اسٹاکس ــــــ" سلیمان نے آہستہ سے کہنا چاہا۔

مگر فیاض کی خونخوار نگاہیں دیکھ کر جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔

"کیا کہہ رہے تھے تم ــــــ؟" فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میں ــــــ نہیں تو ــــــ" سلیمان بوکھلا گیا۔ "او ہاں ــــــ یاد آیا۔ میں کہہ رہا تھا آپ تشریف رکھیں میں آپ کے لئے چائے بنا تا ہوں ــــــ"

"نہیں ــــــ" فیاض سختی سے بولا۔ "اس کمرے میں کون ہے؟"

اُس نے تیسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

"کوئی بھی نہیں ــــــ" سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"پھر یہ بند کیوں ہے ــــــ؟" فیاض نے اُسے شک آمیز نگاہوں سے گھورا۔

"کمرہ جو ہوا ــــــ اور کمروں کا دستور ہی کھلنا اور بند ہونا ہے..." سلیمان نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"نہیں ــــــ اس میں ضرور عمران پوشیدہ ہے ــــــ" فیاض

اپنی بات پر زور دیتا ہوا بولا۔ "کھلواؤ اسے ـــــــ"

"صاحب کی اجازت نہیں ہے ورنہ ضرور کھولتا ـــــــ" سلیمان نے معذوری ظاہر کی۔

"میں کہتا ہوں کھولو ـــــــ ورنہ میں توڑ دوں گا ـــــــ"

فیاض غرایا...

"آخر آپ ضد کیوں کر رہے ہیں ـــــــ" سلیمان جھنجلا کر بولا.... "کیوں کھلوانا چاہتے ہیں ـــــــ؟"

"مجھے شک ہے کہ اندر عمران ہو گا ـــــــ" فیاض نے کہا۔ "اب تم کھولتے ہو یا بلاؤں سپاہیوں کو ـــــــ"

"بے شک بلالیں ـــــــ مگر نتائج کی ذمہ داری آپ پر ہی ہو گی۔" سلیمان نے خشک لہجے میں کہا۔

فیاض نے اُسے گھورا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان اُس کے پیچھے پیچھے آیا۔ فیاض نے دروازے سے باہر نکل کر جیپ میں بیٹھے دونوں سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ وہ دونوں جیپ سے اُتر آئے۔ فیاض واپس مڑا مگر دوسرے ہی لمحے اُس کا سر دروازے سے ٹکرا گیا۔ اُس کے منہ سے بے اختیار گندی سی گالی نکل گئی۔ دروازہ بند تھا۔ اُس نے بے اختیار دروازے پر دو تین ٹھوکریں برسائیں۔ سپاہی زینے چڑھ آئے تھے....

"سر ـــــــ کیا دروازہ توڑنا ہے ـــــــ؟" ایک سپاہی نے

آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں ـــــ توڑ ڈالو ـــــ آج میں اس سؤر کے بچّے کی ہڈیاں چبا ڈالوں گا ـــــ" فیاض کا غصّے کے مارے بُرا حال تھا۔

دونوں سپاہیوں نے پیٹھ سے پیٹھ جوڑی اور پھر تیزی سے دروازے پر ضرب لگائی۔ مگر اس بار دروازہ اندر سے کھُلا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک دھماکے سے پٹ کھلے اور وہ اپنے ہی زور میں اندر جا گرے۔

"اوہ ـــــ" فیاض بوکھلا کر اُن کی جانب جھپٹا۔

مگر دروازے میں قدم رکھا ہی تھا کہ پیچھے کی جانب زور سے دیوار دل کے ساتھ ٹکرانے والے پٹ تیزی سے واپس آئے اور فیاض کے سر سے ٹکرا گئے۔ فیاض کے منہ سے تیز کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ایک پاؤں زینے پر پڑا اور اُس کا توازن بگڑ گیا۔ پھر زینوں پر گرنے سے پہلے ہی وہ دروازے کا ہینڈل مضبوطی سے نہ پکڑ لیتا تو قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے جا گرتا۔

سلیمان کو بدترین گالیوں سے نوازتا ہوا وہ دوبارہ اندر داخل ہوا سامنے فرش پر بیٹھے سپاہی بُری طرح کراہ رہے تھے۔ وہ دونوں پہلو کے بل اندر فرش پر گرے تھے اور اُن کے سر فرش سے ٹکرائے تھے اور اب سروں سے رسنے والا خون اُن کی وردیاں تر کر رہا تھا۔ خود فیاض کا ماتھا بھی زخمی تھا۔ اُس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرا تو وہ گیلا ہو گیا۔ ماتھے کے زخم سے خون رس رہا تھا۔

سلیمان سامنے والے دروازے میں مسمّی صورت بنائے پلکیں جھپکا رہا تھا۔ فیاض نے اُسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور تیزی سے ریوالور نکال لیا مگر سلیمان اُسے حرکت میں آتا دیکھ کر دروازے سے غائب ہو گیا تھا۔

"اُٹھو اور اس خبیث کے بچے کی کھال اُدھیڑ ڈالو ——" فیاض نے دھاڑ کر سپاہیوں سے کہا۔ "میں اب تک محض عمران کی وجہ سے اسے طرح دیتا رہا تھا۔ مگر آج نہیں چھوڑوں گا ——"

سپاہی اُچھل کر کھڑے ہوئے۔ اور فیاض اُن کے آگے آگے ریوالور ہاتھ میں لئے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر جونہی اُس نے اندرونی کمرے میں قدم رکھا، دروازے کی اوٹ میں کھڑے سلیمان نے سالن پکانے والے لمبے چمچے کی گول ڈنڈی اُس کے پہلو سے لگا دی۔

"خبردار —— پہلے یہ فون سُن لو ——" اُس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ریسیور فیاض کے کان سے لگا دیا۔

"فیاض ——" فوراً ہی ریسیور سے ایکسٹو کی دھاڑ بلند ہوئی۔ اور فیاض کانپ کر رہ گیا —— سلیمان اُسے ریسیور تھما کر دور جا کھڑا ہوا۔ فیاض نے اُسے خونی نگاہوں سے گھورا اور ریسیور کان سے لگاتا ہوا بولا۔

"یس سر —— فیاض بول رہا ہوں ——"

"فیاض —— تم سلیمان کو کس جرم میں دھمکیاں دے رہے ہو ——؟" ایکسٹو کی غراہٹ سنائی دی۔

"سر ——— وہ بہت بدتمیزی کر رہا تھا ———" فیاض کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا۔

"جس کمرے کی تم تلاشی لینا چاہتے ہو وہ مقفل ہے ——— کیا تمہارے پاس تلاشی کے وارنٹ ہیں ——— ؟"

"نن ——— نہیں ——— سر ———" فیاض سٹپٹا کر بولا۔

"فیاض ———" ایکسٹو کا لہجہ پھر غضبناک ہو گیا۔ "میں نے تمہیں ایک بار پہلے بھی معاف کر دیا تھا جب تم نے مجھے ایک قتل[1] کے سلسلے میں ایوانِ صدر کے گیٹ پر گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس بار پھر تمہاری وردی خطرے میں نظر آ رہی ہے۔ اگر عزت پیاری ہے تو فوراً فلیٹ سے نکل جاؤ۔ اور اُسے تلاش کرو جس کی گرفتاری کے وارنٹ لئے پھرتے ہو ——— اگر وہ کہیں نظر آئے تو مجھے بھی اطلاع دینا۔ کیونکہ میں بھی اُسے سزا دینا چاہتا ہوں۔"

"یس ——— یس سر ———" فیاض ہکلایا۔

"اور کان کھول کر سُن لو ——— اگر تم نے محض عمران کے سلسلے میں سلیمان کو تنگ کرنے یا بند کر دینے کی دھمکی دی تو تمہیں خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بس ———" ایکسٹو نے کہا۔

اور لائن بے جان ہو گئی۔ مگر فیاض بھی ایسا ہی دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ بھی بے جان ہو رہا ہو۔ اُس نے تھکے تھکے انداز میں رسیور

---

[1] اس کے لئے ملاحظہ فرمائیں "مفرور سیکرٹ سروس"

قریبی تپائی پر رکھے فون پر ڈالا اور سلیمان کو غضبناک نگاہوں سے گھورنے لگا۔ مگر اُس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا ــــــ سلیمان اُس کی حالت پر محفوظ ہو رہا تھا۔ فیاض نے سپاہیوں کی طرف دیکھا۔

"صاحب جی ــــــ شروع کر دیں اس حرامی کی مرمت ــــــ" ایک سپاہی نے پوچھا۔

"نہیں ــــــ" فیاض آہستہ سے بولا۔ "آؤ ــــــ میں نے پروگرام بدل دیا ہے ــــــ"

ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان مسکراتے ہوئے اُسے دیکھ رہا تھا اگر وہ بیرونی دروازہ بولٹ کر کے بلیک زیرو کو فون نہ کرتا تو شاید کیپٹن فیاض واقعی اُس کی مرمت کر ڈالتا۔

جولیا سیاہ پوش کی جانی پہچانی آواز سُن کر اضطراری طور پر کرسی سے کھڑی ہوگئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ حیرت سے چیخی۔

"تم ـــــ تم عمران ہو ـــــ؟"

"شاید ـــــ" سیاہ پوش لاپرواہی سے بولا۔ "مگر اب میرا نام موت کا فرشتہ عرف شیطان ہے ـــــ شیطان سمجھتی ہو نا ـــــ"

"اچھی ـــــ طرح ـــــ" جولیا ایک لفظ چبا کر بولی۔ "بلاشبہ تم شروع سے ہی شیطان تھے مگر مجھے دھوکہ دیتے رہے۔ میری آرزوؤں کا خون بہاتے رہے، میرے ارمانوں کے پھول پیروں تلے روندتے رہے اور میں پاگل کی بچی تمہیں اپناسب کچھ سمجھتی رہی۔ بار بار دھوکا کھاتی رہی ـــــ"

"ہاں ـــــ واقعی تم پاگل ہو ـــــ" سیاہ پوش نے کہا۔ "مگر تمہیں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ـــــ اگرچہ تم نے مجھے گولی مار کر زخمی کر دیا تھا مگر میں جذبات میں آکر تم سے انتقام نہیں لوں گا ـــــ"

"تم چاہتے کیا ہو ـــــ؟" جولیا اُسے گھور کر بولی۔

"تم میرے گروہ میں شامل ہو جاؤ ـــــ بس ـــــ" سیاہ

پوش نے کہا۔

”تاکہ میں مجرمانہ سرگرمیوں میں تمہارا ساتھ دوں ——“ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں —— تم سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا —— نہ ہی ہماری سرگرمیاں خلاف قانون ہوں گی ——“

”اچھا —— گروہ میں میری کیا حیثیت ہو گی ——؟“ جولیا نے پوچھا۔

”ملکہ کہلاؤ گی ——“ اس نے مختصراً کہا۔

”کیا تم مجھ سے شادی کرو گے ——؟“ جولیا نے چونک کر سوال کیا۔

”نہیں —— تم سے شادی صرف ایکسٹو ہی کر سکتا ہے جس سے تم پیار کرتی ہو ——“

”بکواس ——“ جولیا غرائی۔ ”میں اُسے محض چیف ہی سمجھتی ہوں۔ میں نے زندگی میں جس واحد شخص سے پیار کیا اور اُمیدیں وابستہ کیں وہ تم ہو عمران، تم ہو ——“

”پھر وہی جذباتی باتیں ——“ نقاب پوش سخت لہجے میں بولا۔۔۔

”اگر تمہیں مجھ سے پیار ہوتا تو تم ایکسٹو کی پرواہ نہ کرتیں اور میرے گروہ میں کسی ہچکچاہٹ کے بغیر شامل ہو جاتیں مگر تم نے تو انکار کر دیا ——“

”گویا تم چاہتے ہو کہ اپنے پیار کو فرض پر قربان کر دوں ——“ جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"مرضی ہے تمہاری ——— میں تمہیں کیا مشورہ دے سکتا ہوں ———"
سیاہ پوش نے کندھے اُچکائے۔

"سنو عمران ——— تم نے مجھے سیکرٹ سروس میں بھرتی کروایا تھا۔ اُس وقت میں نے محض تمہاری محبت جیتنے کے لئے یہ ملازمت اختیار کی تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ میرے ضمیر نے اس پاک وطن پر قربان ہونے کا جذبہ میرے دل میں بیدار کر دیا۔ اب حالت یہ ہے کہ میں سیکرٹ سروس جو کہ وطن پاک کی حفاظت کرنے اور اُسے اندرونی و بیرونی خطروں اور سازشوں سے پاک کرنے والی تنظیم ہے، کو چھوڑ کر اپنے ضمیر سے غداری نہیں کر سکتی۔ میری سوئس وطنیت ختم ہو چکی ہے اور پاکیشیا ہی میرا وطن ہے ——— میں اپنے وطن کے خلاف محض اپنے پیار کے لئے غداری کی مرتکب نہیں ہو سکتی ——— سمجھے ———"

"تم پھر جذباتی ہو رہی ہو جولیا ———" سیاہ پوش غرایا۔ "میں نے ایک پیش کش کی تھی ——— تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ گروہ کے ارکان پر تمہارا حکم چلے گا۔ تمہیں یہاں میرے پیار کے علاوہ وہ سب کچھ ملے گا جس کی تم توقع بھی نہیں کر سکتیں ———"

"ہرگز نہیں ——— تم بے شک شیطان بن جاؤ مگر جولیا جولیا ہی رہے گی ———" وہ اٹل لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں مجبور کر دوں گا ———" وہ غرایا۔ "میرے پاس بہت سے طریقے ہیں ———"

"آزما کر دیکھ لو ــــ مگر اس کا نتیجہ اس کے سوا کوئی نہیں ہوگا کہ تمہیں تمہارے مقصد میں ناکامی ہوگی اور میں اپنی جان سے گذر جاؤں گی ــــ اور یہ کوئی انہونی بات نہیں ہوگی۔ ملک کی خاطر جان قربان کر دینے کا سبق تمہارا ہی دیا ہوا ہے ــــ"

"بکواس بند کرو جولیا ــــ" سیاہ پوش کرسی سے اُٹھتا ہوا دھاڑا۔

"تم میری شرافت سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہی ہو ــــ مگر میں ابھی مایوس نہیں ہوا۔ اب تک تم نے میرا ایک ہی روپ دیکھا ہے مگر میں نے اب اپنے اوپر سے حماقت کا لبادہ اتار پھینکا ہے ــــ میرا دوسرا روپ دیکھو گی تو تمہارے فرشتے بھی کانپ اُٹھیں گے کیونکہ میں خود موت کا فرشتہ ہوں ــــ"

"غلط فہمی ہے تمہاری شیطان ــــ" جولیا طنزیہ لہجے میں بولی۔

"ہاں ــــ اب میں تمہیں شیطان ہی کہوں گی۔ میرے نزدیک وہ عمران ہمیشہ کے لئے مر چکا ہے جسے میں اپنا سب کچھ سمجھتی تھی ــــ"

تینوں نقاب پوش گن بردار خاموشی سے اُن کے ڈائیلاگ سُن رہے تھے۔ موت کے فرشتے نے تالی بجائی۔ فوراً ہی ہال کا بیرونی دروازہ کھول کر دو گن بردار اندر آ گئے۔ اندر آ کر انہوں نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکایا۔

"اسے آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا جائے ــــ" اس نے گن برداروں سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور خود پچھلے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اگلے ہی لمحے وہ پردے کے

پیچھے غائب ہو چکا تھا۔ جولیا بھی ہونٹ کاٹتی ہوئی اُٹھی تھی۔ دونوں محافظوں نے اُسے باہر چلنے کا اشارہ کیا اور وہ اُن کے ساتھ ہال سے نکل آئی۔ راہداری میں آ کر اُس کے خیالات بدل گئے۔ اب وہ عمران کی بجائے وہاں سے فرار کے بارے سوچ رہی تھی ـــــــ چنانچہ جیسے ہی راہداری میں وہ ایک طرف چلے، جولیا نے یکدم پلٹ کر اُن دونوں کی اسٹین گنوں پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکے سے کھینچ کر پھینک دیں۔ وہ اس اچانک حملہ سے سنبھل نہ سکے تھے۔ جھٹکا لگنے سے وہ آگے کی طرف جھکے ہی تھے کہ جولیا کا دایاں گھٹنا چل گیا۔ ایک آدمی نے کراہتے ہوئے ٹھوڑی تھامی اور پیچھے کی جانب لڑکھڑایا۔ دوسرے کے پیٹ میں لات پڑی۔ وہ منہ سے اُوغ کی آواز نکالتا ہوا پشت کے بل جا گرا۔ جولیا نے فوراً مڑ کر اسٹین گن کی جانب جست کی...

مگر ٹھیک اسی لمحے دوسرے آدمی نے سنبھل کر اُس پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا تیزی سے ایک جانب ہٹی اور وہ اپنے ہی زور میں فرش پر منہ کے بل جا پڑا۔ فوراً ہی جولیا کا پاؤں حرکت میں آیا اور سینڈل کی نوک زور سے اُس آدمی کے پہلو میں لگی۔ اُس کے منہ سے کریہہ چیخ خارج ہوئی تھی...

اتنے میں دوسرا اُٹھ کر جولیا کے قریب آ گیا۔ جولیا نے اُسے دیکھا مگر یہی ظاہر کیا کہ اُس کی آمد سے لاعلم ہے چنانچہ جونہی اُس آدمی نے پیچھے سے اُس کے سر کے بالوں پر ہاتھ ڈالنا چاہا، جولیا نے تیزی سے دونوں ہاتھ پیچھے

کی جانب لے جا کر اُس کا بازو پکڑا اور جوڈو کا داؤ استعمال کیا۔ نتیجے میں وہ شخص اُس کے کندھے پر سے ہوتا ہوا ایک جھٹکے سے پشت کے بل اُس کے سامنے فرش پر آ پڑا۔ ساتھ ہی جولیا کی ٹھوکر اُس کے سر میں پڑی اور اُس نے چیخ کر دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے جہاں سے خون کا فوارہ اُبل پڑا تھا۔

پہلے نقاب پوش نے جلدی سے سیدھے ہو کر جولیا کی ٹانگ پکڑی اور ایک جھٹکے سے کھینچ لی۔ جولیا پہلو کے بل گری اور گرتے ہی اُس نے دوسرا پاؤں اُس شخص کے منہ پر دے مارا۔ نوکدار ایڑی نے اُس آدمی کے گال میں سوراخ کر ڈالا اور اُس نے چیخ کر جولیا کا پاؤں چھوڑ دیا ——— جولیا جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

اسی لمحے کسی طرف سے دو گن بردار وہاں آ گئے اور انہوں نے جولیا پر گنیں تان لیں...

"خبردار ——— اب حرکت نہ کرنا ورنہ ماری جاؤ گی ———"

ایک گن بردار نقاب پوش غرایا۔

جولیا خاموش رہی ——— جبکہ دونوں آدمی فرش پر بیٹھے کراہتے رہے....

"کیا بات ہوئی تھی ———" گن برداروں میں سے ایک نے فرش پر بیٹھے ہوئے زخمیوں سے پوچھا۔

"باس کے حکم پر ہم اسے آپریشن روم میں لیجا رہے تھے مگر اس نے ہم پر حملہ کر دیا ———" ایک نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا...

"ٹھیک ہے ــــــ ہم اسے وہاں پہنچا دیتے ہیں ــــــ" دوسرے آدمی نے کہا۔ پھر جولیا سے بولا۔

"چلو آگے بڑھو ــــــ اگر ہمارے ساتھ شرارت کرنے کی کوشش کی تو تمہاری عزت محفوظ نہیں رہے گی ــــــ"

اُس کا معنی خیز جملہ سُن کر جولیا نے اُسے خونخوار نگاہوں سے گھورا اور مڑ کر آگے بڑھنے لگی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دوسرا قدم اُٹھاتی ایک گن بردار نے اچانک ہی اُس پر حملہ کر دیا اور جولیا کے اوسان خطا ہوتے چلے گئے۔

چوھان امپریل ہوٹل میں چائے پینے آیا تھا۔ اور اُس نے ایک ایسی میز منتخب کی تھی جس کے قریب ہی ایک میز پر دو غیر ملکی افراد بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ ایک ادھیڑ عمر مرد تھا اور دوسری نوجوان لڑکی۔ وہ چائے پی رہے تھے اور اُن کے درمیان ہونیوالی گفتگو کے الفاظ چوھان کے کانوں تک پہنچ رہے تھے۔ پھر جب انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران عمران، باس اور موت کا فرشتہ جیسے الفاظ استعمال کئے تو چوہان نے اُن پر خصوصی توجہ دی۔ اور فیصلہ کر لیا کہ وہ اس سلسلے میں ایکسٹو کو اطلاع دے گا۔

چائے پینے کے بعد وہ دونوں اُٹھ گئے تو چوھان بھی چائے کے بل کی رقم ٹرے میں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں کاؤنٹر پر بل ادا کرنے گئے تو چوھان اُن سے پہلے ہی ہال سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر وہ اپنی کار میں بیٹھا اور اُن کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک کار میں باہر نکلے۔ سفید فام مرد ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان تھا اور لڑکی اُس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی ـــــ چوھان

نے چند گز کے فاصلے سے ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ پھر جب چوک سے
وہ نیلے رنگ کی ٹیوٹا کار شاہراہ اعظم پر مڑی تو چوہان نے واچ ٹرانسمیٹر آن
کر دیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ اُس نے رپورٹ دی
اور ایکسٹو کی ہدایات سُن کر واچ ٹرانسمیٹر آن ہی رہنے دیا۔ کچھ دیر بعد اُس نے
دوبارہ ایکسٹو سے رابطہ قائم کرکے اُسے نیلی کار کی پوزیشن سے آگاہ کیا۔ اب دونوں
گاڑیاں اُس سڑک پر دوڑ رہی تھیں جو پہاڑی علاقے میں جاتی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا۔ سڑک بل کھاتی ہوئی بتدریج
بلندی کی جانب جا رہی تھی۔ پیچھے ایک اور گاڑی کی ہیڈ لائٹس نظر آ رہی تھیں...
چوہان سمجھ گیا کہ ایکسٹو آ رہا ہے۔ اگلی کار کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ جبکہ پچھلی کار ر
بھی اتنی ہی تیزی سے آ رہی تھی۔ جلد ہی پچھلی کار قریب آ گئی اور اُس نے ہارن دیا
چوہان نے کار ایک جانب کر لی۔

پچھلی کار اُس کے قریب سے گزری اور دوسرے ہی لمحے مشین گن کی
تڑ تڑاہٹ سے فضا گونج اُٹھی۔ چوہان نے یکدم خود کو اسٹیئرنگ پر جھکا دیا...
ونڈ اسکرین تباہ ہو گیا، ایک گولی چوہان کے شانے میں اُتر گئی اور اگلا دایاں
ٹائر دھماکے سے برسٹ ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے کار چوہان کے کنٹرول سے
باہر ہو کر ڈھلان کی طرف مڑ گئی۔ چوہان نے فوراً بریک لگائے اور دروازہ
کھول کر باہر کود گیا۔ اس کے ساتھ ہی کار ایک جھٹکے سے ڈھلان پر اُلٹ گئی
اور پھر قلابازیاں کھاتی ہوئی سینکڑوں فٹ نیچے جا گری۔ اگلے ہی لمحے خوفناک
دھماکا ہوا اور پٹرول ٹینک نے پھٹ کر آگ پکڑ لی۔

چوھان باہر سڑک کے کنارے گرا اور اُس کا سر قریب پڑے
ناری پتھر سے جاٹکرایا۔ اُس کے منہ سے بے اختیار چیخ بلند ہوئی اور وہ کنارے
سے لڑھک گیا۔ سنبھلنے کی کوشش میں وہ چند فٹ نیچے ایک پتھر سے جاٹکرایا
ور پھر اُس کا جسم اُسی پتھر سے ٹک کر رُک گیا۔ مگر اُسے کوئی ہوش نہ رہا۔
ہوش آیا تو ایک نقاب پوش اُس پر جھکا ہوا تھا اور نیچے اُس کی کار
مڑا دھڑ جل رہی تھی۔ سڑک پر ایک دوسری کار کھڑی تھی۔
"چوھان ——— چوھان ———" نقاب پوش نے آواز دی۔
اور چوھان چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے وہ پوری طرح ہوش
میں آگیا۔ اُس کا چہرہ اور بازو خون سے تر ہو رہا تھا۔ شانے میں درد سے
ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں اور وہ نقاب پوش ایکسٹو تھا۔
"یس ——— سر ———" چوھان نے کراہ کر اُٹھتے ہوئے کہا...
اس وقت وہ سڑک پر لیٹا ہوا تھا۔ یقیناً ایکسٹو اُسے اُٹھا کر اوپر لایا تھا۔
"کیا تم اپنے قدموں پر چل سکتے ہو ———؟" ایکسٹو نے پوچھا۔
"جی ——— ہاں ———" چوھان بولا۔
"کیا بات ہوئی تھی ———؟" ایکسٹو نے اُسے اُٹھنے میں ہاتھ کا
سہارا دیتے ہوئے پوچھا۔
چوھان نے جواب میں اُس کار کا ذکر کیا جسے وہ ایکسٹو کی کار سمجھا
تھا اور اُس کار سے اُس پر گولیاں برسائی گئی تھیں۔
"ٹھیک ہے ——— آؤ ہم دونوں آگے چلتے ہیں ——— شاید ان

لوگوں کا ٹھکانہ نزدیک ہی ہو ــــــ"

ایکسٹو نے چوھان کو کار کی پچھلی سیٹ پر بٹھانے سے پہلے اُس کی ٹائی کھول کر اُس کے بازو کے زخم پر باندھ دی اور رومال سے اُس کے چہرے پر پھیلا ہوا خون بھی صاف کر دیا ــــــ سر کا زخم خطرناک نہیں تھا۔ معمولی خون رِس رہا تھا۔

"ممکن ہے وہ واپس چلے گئے ہوں ــــــ؟" چوھان نے کار آگے بڑھنے پر کہا۔

"نہیں ــــــ" ایکسٹو نے رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے راستے میں کوئی گاڑی نہیں ملی ــــــ"

چوھان کچھ نہ بولا۔ اُس پر دوبارہ غنودگی طاری ہونے لگی تھی ایکسٹو جو کہ بلیک زیرو ہی تھا نے بیک ویو مرر میں اُسے تشویش آمیز نگاہوں سے دیکھا تھا۔ چند میل چلنے کے بعد وہ ایک موڑ پر پہنچے تو وہاں سے ایک چھوٹی سی سڑک بائیں جانب پھوٹتی دکھائی دی۔ وہ باقاعدہ سڑک تو نہیں تھی مگر اُس کی حالت سے ظاہر تھا کہ اُس پر گاڑیوں کی آمد و رفت ہوتی تھی۔ اُس راستے کے اختتام پہ کافی دور بلندی پر چند جگنو ٹمٹما رہے تھے جو وہاں موجود عمارتوں کی روشنیاں ہی ہو سکتی تھیں۔

بلیک زیرو جانتا تھا کہ وہاں ایک بڑی سی بستی آباد تھی مگر بستی میں جانے کا اتفاق کبھی نہ ہوا تھا۔ بستی کا سردار گل خان منتخب کونسلر تھا اور حالیہ الیکشن میں وہ دوسری بار جیتا تھا۔ بلیک زیرو نے اُس موڑ پر کار روک

کر سوچا کہ اُسے بستی کا رُخ کرنا چاہیئے یا سیدھا ہی بڑھتا چلا جائے۔ چولن عقبی سیٹ پر بے ہوش پڑا تھا۔ بلیک زیرو نے بستی میں جانے کا فیصلہ کیا اور کار اُس راستے پر موڑ دی۔ مین روڈ سے پہاڑی بستی کا فاصلہ تین میل سے کم نہیں تھا۔ سڑک بھی ناہموار تھی، اس لئے رفتار کم رکھنا پڑی۔

تقریباً ایک میل چلنے کے بعد راستہ دائیں جانب مڑ گیا۔ مگر وہ چھوٹا سا موڑ تھا۔ کیونکہ موڑ مڑنے کے بعد سڑک پھر بستی کی جانب ہو گئی تھی۔ مگر اچانک ہی کار کا پچھلا ٹائر پرشور دھماکے سے برسٹ ہو گیا اور کار لڑکھڑانے لگی۔ اگر بلیک زیرو اسٹیرنگ پر کنٹرول نہ کر لیتا شاید کار قریبی کھائی میں جا گرتی۔ اس نے فوراً بریک لگائے اور کار کھائی سے تین چار فٹ پیچھے ہی رُک گئی۔

یقیناً بے آواز ریوالور کی گولی سے ٹائر کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے کار کی بتیاں بجھاتے ہوئے دونوں اطراف کا جائزہ لیا اور ریوالور جیب سے نکالتے ہوئے آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر کی جانب رینگ گیا۔ مگر اِدھر اُدھر جانے کی بجائے وہ کار کے نیچے کھسک گیا۔ وہاں سے وہ دونوں اطراف میں بآسانی دیکھ سکتا تھا چاروں طرف تاریکی اور سناٹے کا راج تھا۔

چند لمحوں بعد دائیں طرف سے دو سائے برآمد ہوئے۔ اُن کے ہاتھوں میں گنیں تھیں۔ وہ ایک چٹان کی اوٹ سے برآمد ہوئے تھے اور اُن کا رُخ کار کی طرف ہی تھا۔ اندھیرے میں اُن کی شکلیں واضح نہیں تھیں۔ بلیک زیرو کے خیال میں انہوں نے چست پتلونیں اور چرمی جیکٹیں پہن رکھی تھیں۔ وہ احتیاط سے قدم اُٹھائے ہوئے قریب آ گئے۔

"ٹارچ جلاؤ ———" اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔
وہ انگریزی میں بولا تھا۔ لب ولہجہ یورپینوں جیسا تھا۔

دوسرے نے ٹارچ جلائی مگر اُس کی روشنی کار کے اندر پڑ رہی تھی۔
بلیک زیرو نیچے سے اُن کی صرف ٹانگیں ہی دیکھ سکتا تھا۔

"اوہ ——— یہ تو زخمی ہے۔ مگر دوسرا کہاں گیا جو ڈرائیونگ کر رہا تھا"
ایک کی چونکاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

" میرا خیال ہے وہ باہر نکل کر کہیں چھپ گیا ہے ———" دوسرے نے کہا...

" اور شاید وہ غیر مسلح ہے ورنہ اب تک ہم پر فائر کر چکا ہوتا ———"
پہلے نے کہا۔

"یہ تو مجھے وہی معلوم ہوتا ہے جو نمبر فائیو کی کار کا تعاقب کر رہا تھا
اور جس پر ہم نے فائرنگ کی تھی ———"

" مگر اُس کی کار تو بلندی سے گر کر تباہ ہو گئی تھی ———؟" پہلے نے چونک کر کہا۔

" ممکن ہے کار گرتے وقت اس نے باہر چھلانگ لگا دی ہو ———"

" پھر اب کیا ارادہ ہے ——— کیا اسے ساتھ لے چلیں گے ؟"

" نہیں ———" ایک نے کہا۔" ہمیں اُس دوسرے آدمی کو
تلاش کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے وہ ہماری گھات میں ہو۔ آؤ ———"

" مگر میں نے اُسے کار سے نکلتے نہیں دیکھا ———" دوسرے

نے قدرے ہچکچا کر کہا۔

"احمق ہو تم ـــــ اندھیرے میں ممکن ہے تم نہ دیکھ سکے ہو گے ..."

دوسرا غصّے سے بولا" پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا ہے۔ جبکہ ہم دوسری جانب تھے ـــــ"

وہ دونوں کار کے قریب سے ہٹے اور سامنے کی جانب روشنی ڈالنے لگے۔ اس جانب چھوٹی بڑی چٹانیں اور کھڈے تھے بعض جگہوں پر سبزہ اگا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے کام کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے اور ساتھی آ جائیں۔ وہ کوئی آواز پیدا کئے بغیر کار کے نیچے سے نکلا اور دبے پاؤں ان کے پیچھے بڑھنے لگا۔ جو ٹارچ کی روشنی میں آگے ادھر ادھر تلاش کر رہے تھے۔ بلیک زیرو انہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ریوالور سے ان پر فائر کرنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

جلد ہی وہ ان دونوں کے قریب پہنچ گیا مگر اسی لمحے ایک چھوٹا سا پتھر اس کے پاؤں سے ٹھوکر کھا کر لڑھکا اور سناٹے میں اس کے لڑھکنے کا مدھم سا شور سن کر ایک آدمی نے تیزی سے مڑ کر دیکھا اور دوسرے ہی لمحے اس نے بلیک زیرو پر اسٹین گن سے فائرنگ کر دی۔ بلیک زیرو فوراً ہی زمین پر منہ کے بل گر پڑا تھا۔ گولیاں اس کے اوپر سے گزر گئیں۔ پھر اس کے بے آواز ریوالور نے شعلہ اگلا اور وہ آدمی چیخ کر زمین پر آ رہا۔ دوسرے نے جلدی سے گن سیدھی کر کے بلیک زیرو پر فائر کیا۔ بلیک زیرو کے منہ سے بے ساختہ سی چیخ خارج ہوئی اور وہ ساکت ہو گیا ...

اُس آدمی نے فائرنگ بند کی اور تیزی سے بلیک زیرو کی طرف بڑھا۔ بلیک زیرو کنکھیوں سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ اُس آدمی کو زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ قریب پہنچا، بلیک زیرو نے یکدم اُس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ آدمی بوکھلا گیا اور اُس نے بچنے کی کوشش کی مگر بلیک زیرو نے بھی راستے میں ہی پینترا بدلا اور اُس پر جا پڑا۔ دونوں اُچھل کر کئی فٹ دُور جا گرے اور پھر یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ دوسری جانب ایک عمیق کھائی انہیں ہڑپ کرنے کے لئے تیار تھی۔ اُس کے کنارے خودرو گھاس اُگی ہوئی تھی اور اندھیرے کی وجہ سے بلیک زیرو محسوس نہ کر سکا تھا۔ اس کا پاؤں کھائی کے خلاء میں پڑا تو احساس ہوا مگر سنبھلنے کا وقت گزر چکا تھا۔ وہ تیزی سے کھائی میں پھسلتا چلا گیا۔ سفید فام کا بازو اُس کے ہاتھوں میں تھا اور وہ بھی اُس کے ساتھ گھسٹتا چلا جا رہا تھا۔ پھر غالباً سفید فام کو بھی احساس ہو گیا کہ وہ حملہ آور کے ساتھ کھائی میں گر رہا ہے۔ دوسرے ہی لمحے اُس کے منہ سے خوفزدہ سی چیخ نکلی۔ اُس نے تیزی سے اپنا آزاد ہاتھ زمین پہ رکھ کر کسی سہارے کو پکڑنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا اور بلیک زیرو کے ساتھ ہی اُس نامعلوم گہرائی والی کھائی میں گرتا چلا گیا۔

رات اور دن کی تمیز کرنا اُس کے لئے ناممکن تھا۔ لیکن بڑھی ہوئی شیو سے وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ تین دن یا ستر اسی گھنٹے گزر چکے تھے۔ چھت میں لگا مرکری بلب چوبیس گھنٹے روشن رہتا تھا۔ ٹھوس اور سپاٹ دیواروں والے اُس کمرے کے فرش پر وہ کبھی ٹہلنے لگتا تھا اور کبھی تھک کر لیٹ جاتا تھا۔ دیواروں میں کوئی دروازہ، روشندان، کھڑکی یا سوراخ نہیں تھا جس سے وہ باہر جھانک کر اُس قید خانے کا محل وقوع معلوم کرتا۔ چھت کم از کم اٹھارہ فٹ بلند تھی۔ اُس میں مقررہ اوقات پر ایک مربع فٹ کا چوکور سوراخ پیدا ہوتا اور ایک نقاب پوش دکھائی دیتا جو اُس کے لئے کھانے پینے کی اشیاء ایک باسکٹ کے ذریعے نیچے لٹکا دیتا اور وہ باسکٹ سے اشیاء نکال لیتا تھا۔ پھر ٹوکری واپس کھینچ لی جاتی اور وہ سوراخ بند کر دیا جاتا۔

کمرے میں سامان یا فرنیچر نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ جبکہ بائیں کونے میں چھوٹا سا فلش سسٹم بیت الخلاء بنا ہوا تھا۔ روزانہ تازہ اخبار بھی اندر پھینکا جاتا تھا اور اُسے زیادہ وقت اخبار ہی پڑھنا پڑتا تھا۔ سگریٹ کے پیکٹ بھی اندر پھینکے جاتے تھے۔ اب وہ سگریٹ پھونکتا ہوا اُس قید خانے سے فرار ہونے کی ترکیب

سوچ رہا تھا۔

اس سے پہلے بھی اُس نے ایک کوشش کی تھی۔ جب نقاب پوش نے رسی سے منسلک ٹوکری نیچے لٹکائی تھی تو اُس نے رسی پکڑنے اور اُس کے ذریعے چھت کے سُوراخ تک پہنچنے کی کوشش کی تھی مگر نقاب پوش نے فوراً رسی اوپر کھینچ لی تھی۔ اِس طرح اُس کی یہ کوشش ناکام رہی تھی ــــــ قید خانے سے نکلنے کا واحد راستہ چھت کا وہ سوراخ ہی تھا مگر اُس کی بلندی اتنی تھی کہ وہ تمام تر قوت کے ساتھ اُچھل کر بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ٹہلتے ٹہلتے تھک کر وہ فرش پر بیٹھ گیا ــــــ مگر اسی لمحے چھت کا سُوراخ گھرگھراہٹ کی آواز کے ساتھ کھل گیا اور ایک نقاب پوش دکھائی دیا۔ شاید اُس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا کیونکہ فوراً اُسے چار ہاتھ دکھائی دیئے جنھوں نے ایک لمبی سی سیڑھی نیچے لٹکا دی تھی۔ سیڑھی کا نچلا سرا کمرے کے فرش پر آ ٹکا۔ پھر ایک نقاب پوش نے نیچے جھانکا۔

”تمہاری قید کے دن ختم ہو چکے ہیں ــــــ اوپر آجاؤ ــــــ“

نقاب پوش کی آواز سُن کر قیدی تیزی سے کھڑا ہو گیا اور پھر سیڑھی پر احتیاط سے قدم رکھتا ہوا چھت کے سوراخ تک آ پہنچا۔ اوپر ایک اور کمرہ تھا۔ سوراخ کے تین فٹ کے فاصلے پر دو نقاب پوش اسٹین گنیں اُٹھائے کھڑے تھے۔ گنوں کا رُخ قیدی کی طرف ہی تھا۔ قیدی سوراخ سے گزر کر اوپر آگیا۔ نقاب پوشوں نے گنیں اس کے پہلوؤں سے لگا دی تھیں اور اُسے سامنے نظر آنے والے کھلے دروازے کی طرف چلنے کا اشارہ

کیا۔ قیدی خاموشی سے چل پڑا۔ کمرے سے باہر ایک طویل راہداری تھی... وہ راہداری میں ایک جانب سفر کرنے لگے۔ جلد ہی وہ ایک دروازے پر جا رُکے۔ ایک نقاب پوش نے دستک دی۔

"آ جاؤ ———" اندر سے غراہٹ آمیز لہجے میں اجازت دی گئی۔

ایک نقاب پوش نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور وہ تینوں اندر داخل ہو گئے۔ سامنے بھاری شانوں والا ایک نقاب پوش بیٹھا تھا۔ اُس کے آگے میز پر ایک ٹیلیفون، ایک انٹرکام اور ایک ریڈیو ٹرانسمیٹر رکھا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے تمہاری ———" اُس نقاب پوش نے کرسی پہ پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں ——— مگر تم لوگ کون ہو اور مجھے کیوں قید کر رکھا ہے؟" قیدی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"آج تمہیں آزاد کیا جا رہا ہے ———" نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔ اس لئے تمہارا سوال غیر ضروری ہے ——— بیٹھ جاؤ ———"

قیدی اُسے گھورتا ہوا ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا ——— نقاب پوش نے چند لمحوں بعد فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے اور سلسلہ ملنے پر ماؤتھ پیس میں بولا۔

"نمبر سکس ——— کیا رپورٹ ہے ———؟"

دوسری طرف سے جواب سن کر اُس نے کہا۔ "ٹھیک ہے ——— تیار رہو ——— پنچھی آزاد کیا جا رہا ہے ———"

اُس نے رسیور رکھ کر گن برداروں سے کہا "اسے نمبر سکس کے پاس لیجاؤ ___ مگر پہلے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو تاکہ یہ گڑبڑ نہ کر سکے ___"

فوراً ہی ایک آدمی نے قیدی کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ پھر وہ دونوں اُسے ساتھ لیکر کمرے سے باہر آئے اور ایک دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔ قیدی جو شیو بڑھ جانے اور بکھرے بالوں کی وجہ سے کوئی وحشی معلوم ہو رہا تھا، خاموشی سے قدم اُٹھا رہا تھا۔ وہ تینوں برآمدے کی طرف مڑنے سے پہلے ہی ایک دروازے پر رُکے اور دستک دیئے بغیر اندر داخل ہو گئے۔ کمرے کے سامنے والی دیوار میں ایک کھلا دروازہ تھا جس کی دوسری جانب خلاء نظر آ رہا تھا۔ وہ اُس کے قریب پہنچے، خلاء کے اندر زینے تھے جو نیچے تک چلے گئے تھے۔ ایک نقاب پوش آگے ہو کر زینوں پر اُترا۔ اُس کے پیچھے قیدی نے زینے پر قدم رکھا۔ مگر دوسرے ہی زینے پر پہنچ کر قیدی کی لات آگے والے نقاب پوش کی پشت پر پڑی اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل آخری زینوں پر جا گرا۔

قیدی تیزی سے مڑا اور اُس کے سر کی ٹکر پیچھے والے گن بردار کے پیٹ پر پڑی اور وہ درد سے دوہرا ہو گیا۔ فوراً ہی قیدی نے اُس کے جھکے ہوئے سر پر اپنے سر کی سائیڈ ماری اور خود تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ آدمی اپنا توازن نہ سنبھال سکا اور زینوں پر گر کر لڑھکتا چلا گیا۔

قیدی اس کا انجام دیکھنے کے لئے نہ رُکا۔ وہ جلدی سے اوپری کمرے میں آیا، پھر پشت پر بندھے ہاتھوں کو حرکت دینے لگا.... دوسرے ہی لمحے اُس کے ہاتھوں کی بندشیں کٹتی چلی گئیں۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اُس نے تہہ خانے کے دروازے کے آس پاس دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر ایک اُبھری ہوئی جگہ محسوس کر کے وہاں دباؤ ڈالا۔ فوراً ہی بائیں جانب کی دیوار کا کچھ حصّہ سرک کر دروازے کے پاس آگیا۔ اب وہاں دروازے کی بجائے محض دیوار ہی تھی۔ وہ تیزی سے خارجی دروازے کے پاس آیا اور دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔

راہداری ویران پڑی تھی ـــــــ وہ راہداری میں نکل آیا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا تاکہ اندر سے نہ کھولا جا سکے۔ پھر وہ تیزی سے برآمدے کی طرف لپکا۔ برآمدے کی نکڑ پر رُک کر اُس نے باہر جھانکا۔ برآمدے کے باہر چھ سات سفید فام اسٹین گنیں لئے ٹہل رہے تھے۔

قیدی نے ایک لمحہ کے لئے سوچا۔ پھر واپس پلٹا اور راہداری کے آخری سرے پر پہنچ گیا وہاں دیوار کے پاس فرش میں مین ہول کا ڈھکن نظر آ رہا تھا۔ جس میں ہاتھ ڈالنے کے لئے ہک سا بنا ہوا تھا۔ اُس نے ہک میں ہاتھ ڈالا اور احتیاط سے ہٹا کر ایک جانب رکھ دیا۔ مین ہول میں اندھیرا تھا۔ اُس نے جیب سے ماچس نکال کر تیلی جلائی اور اندر کا جائزہ لیا۔ وہ ایک کشادہ گٹر تھا جس کے دائیں جانب ایک سرنگ سی بنی ہوئی اور پانی اُس سرنگ کے راستے باہر جا رہا تھا۔ پانی کی مقدار کم تھی اور سرنگ کا دہانہ

آدھا بھی نہیں ڈوبا تھا۔ اندر اُترنے کے لئے لوہے کے دو تین زینے بنے ہوئے تھے۔ وہ زینوں پر اُتر گیا اور پاؤں پانی میں ڈبو دیئے۔ گٹر اُس کے قد سے زیادہ گہرا نہیں تھا۔

بہرحال زینوں پر ہی رُک کر اُس نے مین ہول کا ڈھکنا کھینچ کر اوپر رکھ دیا۔ اور پھر اندھیری سرنگ میں گھس گیا۔ وہ تقریباً دو فٹ قطر کا پائپ تھا۔ پانی زیادہ بدبودار نہیں تھا۔ پائپ میں پانی کی سطح چھ انچ سے زیادہ نہیں تھی اور بہاؤ بھی سست تھا۔ وہ اُس پائپ نما سرنگ میں ہاتھ پاؤں کے بل آگے کی جانب رینگتا رہا۔

تقریباً تین قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد سرنگ کا دہانہ نظر آنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد وہ دہانے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ دوسری جانب گندے پانی کا ایک جوہڑ سا بنا ہوا تھا جو دور تک پھیلا ہوا تھا۔ جوہڑ کے اردگرد خودرو جھاڑیاں اور درخت تھے۔ سرنگ کا پانی جوہڑ میں گر رہا تھا۔ اُس نے دہانے سے سر باہر نکال کر دیکھا اور کسی کو موجود نہ پاکر باہر نکل آیا۔ جوہڑ میں اُتر کر وہ کیچڑ میں چلتا ہوا کنارے پر پہنچا اور کھلی فضا میں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

اُس وقت اگر وہ لوگ اُسے دیکھ لیتے جن کے نرغے سے وہ فرار ہوا تھا تو وہ اُسے بمشکل ہی پہچانتے۔ اُس کے چہرے پر جا بجا کیچڑ لگا ہوا تھا۔ کوٹ پتلون مکمل طور پر بھیگا ہوا اور کیچڑ میں لتھڑا ہوا تھا۔ سر بھی محفوظ نہیں رہا تھا اور جوہڑ میں چل کر کنارے پر آنے کے دوران اُس کے پاؤں

اور ٹانگیں کیچڑ سے سیاہ ہو رہی تھیں۔ اس وقت سورج غروب ہونے میں تقریباً ایک گھنٹہ باقی تھا۔ وہ عمارت جس سے وہ فرار ہوا تھا نظر نہیں آ رہی تھی کیونکہ اُس جانب گھنے اور اونچے درخت تھے۔

چند لمحوں بعد وہ اُٹھا اور ایک جانب بڑھنے لگا۔ مگر چند قدم ہی چلا تھا کہ سامنے والے درختوں کے جھنڈ سے چار نقاب پوش گن بردار نمودار ہوئے اور انہوں نے مفرور قیدی پر گولیوں کی بارش کر دی۔

کیپٹن بابر

کئی لمحے آپریشن ٹیبل پر پڑے بے ہوش نسوانی جسم کو گھورتا رہا جو جولیانا فٹنر واٹر کے سوا کسی اور کا نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کا پورا جسم ٹیبل سے منسلک چمڑے کی پیٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ پیشانی پر بھی ایک تسمہ کسا ہوا تھا جبکہ سر پر کانوں تک ایک ہیڈ فون نما آلہ یا کنٹوپ سا چڑھا ہوا تھا جس سے منسلک تاریں چھت تک چلی گئی تھیں اور پھر چھت کے ساتھ ساتھ بائیں جانب کی دیوار تک جہاں ایک ویژن اسکرین روشن تھا اور اس پر آڑی ترچھی لکیریں تھرتھرا رہی تھیں۔ اسکرین کے سامنے ایک آدمی کرسی پر بیٹھا اسکرین کو دیکھ کر ایک نوٹ بک پر کچھ لکھتا جا رہا تھا۔ جبکہ ہال میں اس کے علاوہ تین افراد اور بھی تھے۔ جن میں سے دو آدمی جولیا کے دائیں بائیں کھڑے تھے اور تیسرا آدمی سرہانے کی جانب ہاتھ میں مائیک نما ایک آلہ لئے کھڑا تھا جو مائیک سے ملتا جلتا تھا۔ چند فٹ کے فاصلے پر ایک اور میز بھی موجود تھی۔

اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے ان کی طرف دیکھا۔ کیپٹن بابر کا جائزہ لینے کے بعد اس نے گن بر داروں کو خالی میز کی طرف جانے کا

اشارہ کیا اور وہ میز کی جانب مڑ گئے۔ کیپٹن بار نہیں سمجھ پایا تھا کہ جولیا وہاں کب اور کیسے پہنچ گئی اور اب اُس پر کونسا عمل کیا جا رہا ہے۔ نقاب پوش باس نے کہا تھا کہ وہ آپریشن کے بعد بھول جائے گی۔ تو کیا جولیا کی یادداشت مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ بے چین ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اُس نے آپریشن ٹیبل کی طرف بڑھتے بڑھتے اچانک مڑ کر گن برداروں پر حملہ کر دیا۔ دونوں کی گنوں پر ہاتھ ڈال کر اُس نے جھکاتے ہوئے ایک کے منہ پر ٹکر رسید کی اور دوسرے کے پیٹ میں گھٹنا جما دیا۔ وہ بلبلاتا ہوا گن چھوڑ کر اور پیٹ پکڑ کر دوہرا ہو گیا جبکہ ٹکر کھانے والے کے سامنے والے چند دانت ٹوٹ گئے اور وہ کراہتا ہوا لڑکھڑا گیا۔ کیپٹن نے ایک جھٹکے سے اُس کی گن چھین کر ایک جانب پھینکی اور دوسری گن سنبھالتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ کمرے میں موجود باقی چاروں آدمی چند لمحوں کے لئے ساکت ہو کر رہ گئے۔ مگر جب انہوں نے کیپٹن کو گن کی نال اپنی طرف کرتے دیکھا تو گھبرا گئے۔۔۔

”ہینڈز اپ ـــــ کسی نے اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش کی تو مارا جائے گا“ ـــــ

اُن سب نے فوراً ہی ہاتھ بلند کر لئے ـــــ اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے غرا کر کہا۔

”تم موت کو دعوت دے رہے ہو جوان ـــــ تم بچ کر نہیں ہو... جا سکو گے ـــــ“

"بکواس بند کرو ——— ورنہ سب سے پہلے تمہیں ہی گولی مار دوں گا" کیپٹن بابر دھاڑا۔

اُس آدمی نے دوبارہ بولنے کی کوشش نہ کی ——— کیپٹن بابر نے میز کے پاس کھڑے افراد سے کہا۔

"چلو ——— تم لوگ اسکرین کے پاس کھڑے ہو جاؤ... تم بھی..."

اُس نے اپنے ساتھ آنے والے افراد کو بھی اشارہ کیا۔ اور وہ سب اسکرین کے نیچے دیوار کے ساتھ جا کھڑے ہوئے۔ اُن کے چہروں پر خوف د پریشانی کے گہرے آثار چھائے ہوئے تھے۔

"اب تم میں سے ایک آدمی آگے آئے ———" کیپٹن بابر نے آپریشن روم کے عملے سے کہا۔ "اور جولیا کو ہوش میں لائے ——— یہ آلہ بھی اس کے سر سے اُتار دیا جائے ———"

"باس کی اجازت کے بغیر ہم ایسا نہیں کر سکتے ———" اُن میں سے وہی غرایا جو پہلے بھی بولا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— میں خود یہ کام کر لوں گا ———" کیپٹن بابر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے ہی لمحے اسٹین گن کا بولٹ کھینچ ڈالا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بیسیوں گولیاں بیک وقت آگے لپکیں اور تین آدمی چیختے تڑپتے فرش پر گر پڑے۔ باقی تینوں کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے با ٹانگیں کانپنے لگیں۔ انکار کرنے والے کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی مارے

گئے تھے جو کیپٹن کو وہاں تک لائے تھے۔

کیپٹن کو اطمینان تھا کہ فائرنگ کی آواز ساؤنڈ پروف کمرے سے

باہر نہیں جا سکے گی۔

"کیا تم لوگ اب بھی انکار کرو گے" کیپٹن بابر نے پو

تب ایک آدمی کا نپتا ہوا اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ درست کرتا

میز کے قریب آیا اور جولیا کے جسم پر بندھے رسے کھولنے لگا۔ و

بار خوفزدہ نظروں سے کیپٹن بابر کے ہاتھ میں موجود گن کی طرف

رہا تھا۔ جبکہ کیپٹن بیک وقت اُن تینوں پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

"تم دونوں بھی اس کی مدد کرو۔ جلدی۔ اگر جولیا د

منٹ کے اندر اندر ہوش نہ آیا تو تم تینوں کو بھی ہلاک کر دوں گا

اُن دونوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے ساتھی کی مدد کرنے لگے

آدمی [illegible] کنٹرول پینل آن کر آیا۔ وہ سب ایک طرف ہٹ گئے

انجکشن [illegible] تینوں ایک جانب ہٹ گئے۔

[illegible] جولیا کے جسم میں حرکت ہوئی اور اُس نے آنکھیں

دو [illegible] تک چھت کو گھورتے رہنے کے بعد اُس نے سر کو حرکت

اور [illegible] اُٹھا کر اُن تینوں کی طرف اجنبی نگاہوں سے دیکھا۔ پھر کیپٹن

کی طرف دیکھا۔ کیپٹن بابر مسکرا دیا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے کیپٹن بابر پریشان ہو گیا۔ جولیا کی آ

میں اُس کے لئے کوئی تاثر نہیں اُبھرا تھا۔ وہ خالی خالی نگاہو

اُسے دیکھتی ہوئی اُٹھ بیٹھی۔

"ہیلو مس جولیا ــــــ میں کیپٹن بابر ہوں ــــــ" کیپٹن نے چند لمحوں بعد کسی خیال کے تحت اُسے مخاطب کیا کہ شاید وہ اُس کی آواز سن کر اُسے پہچان لے۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر کیپٹن ــــــ میں جولیا نہیں منر شیطا ہوں ــــــ" جولیا کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

اور کیپٹن بابر سٹپٹا کر ڈاکٹروں کی طرف دیکھنے لگا۔

عالمی ہنگامہ

صفدر شاہین

- جولیا مسز شیطان کیسے بن گئی ؟ مسز شیطان نے کیا کارنا
انجام دیئے ——؟
- وہ قیدی کون تھا جو قید سے فرار ہوا تھا ؟ اُس کا انجام کیا ہو
- کیا مجرم کیپٹن بابر کو شیطان کا غلام بنانے میں کامیاب ہو گئے
- کیا ایکسٹو گہری کھائی میں بے بسی کی موت مارا گیا ——؟
- وہ تنظیم جس کا سربراہ خود عمران تھا اپنے مشن
کامیاب ہو گئی ——؟
- فیاض نے عمران کو گرفتار کرنے کی کوششیں کیں اور...
- ایم ایل سی کیا تھا ——؟ اس کا مقصد کیا تھا ——
- موت کا فرشتہ کون تھا ——؟ اس کا مشن کیا تھا ——

اس ناول کا دوسرا حصہ ساتھ ہی شائع ہو گیا

عمران سیریز کے دیگر ناول

ڈیتھ سنٹر ۹/-
مسخرہ جاسوس "
برف کی چیخیں (خاص نمبر) ۱۲/-
ڈرپوک درندہ ۱۰/-
ہینڈز اپ ۹/-
ہتھیار ڈال دو "
عمران کی تلاش ۸/-
مشن ٹرائی اینگل "
جولیا کی تلاش (خاص نمبر) ۹/-
مفرور سیکرٹ سروس ۷/-

سلور مین ۷/-
گولڈ ڈیتھ "
بلیک گولڈ ۶/-
ریڈ پاؤڈر "
مارشل ڈیلے "
ڈاگ ایونیو "
عالمی ہنگامہ (حصہ اول) ۷/-
عالمی ہنگامہ (حصہ دوم) "